ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

دسمبر 2019ء - ربیع الآخر 1441ھ (جلد 17 شمارہ 04)

جلد 17 شمارہ 04

دسمبر 2019ء - ربیع الآخر 1441ھ

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

ناظم
مولانا عبدالسلام

مدیر
مفتی محمد رضوان

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس مفتی محمد ناصر مولانا طارق محمود

فی شمارہ......... 25 روپے
سالانہ.......... 300 روپے

پبلشرز
محمد رضوان
سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ
ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959
راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر
محمد شرجیل جاوید چوہدری
ایڈووکیٹ ہائی کورٹ
0323-5555686

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ''التبلیغ'' حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17
عقب پٹرول پمپ وچھڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان
فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840
www.idaraghufran.org
Email: idaraghufran@yahoo.com
www.facebook.com/Idara Ghufran

ترتیب و تحریر

صفحہ

آئینۂ احوال..........آزادی مارچ، قائدِ جمعیت اور اس کے آثار......مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط 182)................ نفس کی خفیہ چیزوں اور وسوسہ

وارادہ کا حساب...// // 8

درسِ حدیث .... عذابِ قبر کے اسباب اور اس میں مبتلا اشخاص (قسط 3)... // // 23

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

افادات وملفوظات...// // 28

سود...دینی ودنیاوی خسارہ.....................................مولانا شعیب احمد 36

ماہِ ذوالقعدۃ: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات..........مولانا طارق محمود 40

علم کے مینار:..عہدِ تابعین وتبع تابعین میں فقہ کی تدوین وترویج....مفتی غلام بلال 42

تذکرۂ اولیاء:.......حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غزوۂ اُحد میں شرکت.....مفتی محمد ناصر 48

پیارے بچو!...............ایک عجیب کھلونا...............مولانا محمد ریحان 52

بزمِ خواتین ....ایک سے زیادہ شادیاں کرنا (حصہ سوم)...........مفتی طلحہ مدثر 55

آپ کے دینی مسائل کا حل.......انگوٹھی پہننے کا حکم (قسط 2).............ادارہ 62

کیا آپ جانتے ہیں؟......... بچے کا ''محمد'' نام رکھنے پر

جنت کی بشارت کی حدیث.....................................مفتی محمد رضوان 76

عبرت کدہ .... مسلمانوں کو گھروں میں نماز کی

جگہ قائم کرنے کا حکم دینا.....................................مولانا طارق محمود 81

طب وصحت.....گھی کے بارے میں بعض دیگر اہلِ علم کی آراء...حکیم مفتی محمد ناصر 85

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز.........................// // 89

اخبارِ عالم ...... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں...........مولانا غلام بلال 90

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال مفتی محمد رضوان

آزادی مارچ، قائدِ جمعیت اور اس کے آثار

یوں تو ہمارے وطنِ عزیز کے سیاسی و جمہوری میدان میں شروع سے ہی کچھ غیر جمہوری و غیر عوامی قوتوں کی اکثر خفیہ اور بعض اوقات کھلم کھلا مداخلت ہوتی رہی ہے، جس کی وجہ سے وطنِ عزیز اجتماعی طور پر ترقی نہیں کرسکا، بلکہ اس کے نتیجے میں وطنِ عزیز مختلف جہات سے تنزلی کی طرف گرتا چلا گیا، جبکہ وطنِ عزیز کو مختلف قدرتی نعمتوں سے مالا مال ہونے کی وجہ سے عظیم ترین ترقی کے آسان مواقع وذرائع حاصل تھے، اور اب بھی بحمداللہ تعالیٰ موجود ہیں۔

بار بار فوجی جرنیلوں کی طرف سے سیاست و جمہوریت پر شب خون مار کر مارشل لاء بھی لگائے جاتے رہے، اور ایک لمبے عرصے تک سیاسی و جمہوری قوتوں کو اس میدان سے دور اور لاتعلق رکھا گیا، اور ملک وملت کے اجتماعی معاملات میں اپنی من پسند فیصلے کیے جاتے رہے، اور اسی کے ساتھ ملکی وسیع ترین وسائل پر غیر سول تسلط حاصل کیا جاتا رہا، اور جمہوری وسیاسی نظام کو کمزور سے کمزور تر کیا جاتا رہا، اور ملک کی مختلف سیاسی پارٹیوں میں جوڑ توڑ اور اونچ نیچ، نیز اختلافات پیدا کرنے کی بھی جدوجہد کی جاتی رہی، اور بعض سیاسی جماعتیں بھی اپنے ذاتی مفادات کی خاطر، دوسروں کے ہاتھوں میں استعمال ہوتی رہیں۔

جنرل پرویز مشرف صاحب کے اقتدار پر تسلط حاصل کرنے کے بعد وطنِ عزیز کی سیاسی و جمہوری قوتوں نے کچھ عقل مندی کا مظاہرہ کرکے مارشل لاء کے راستہ میں رکاوٹ پیدا کی، تو اس وقت محسوس ہوا کہ اب شاید، غیر جمہوری و غیر سیاسی قوتوں کی مداخلت سے ملک مامون ومحفوظ ہوجائے، پرویز مشرف صاحب کے بعد پیپلز پارٹی کا دورِ حکومت تو کسی نہ کسی طرح لنگڑے لولے انداز میں پانچ سال پورے کرکے گزر گیا، جس کے بعد ایک مرتبہ پھر عوامی و جمہوری اور سیاسی قوت کے ساتھ غیر سیاسی و غیر جمہوری طریقے پر سزا یافتہ جناب میاں محمد نواز شریف صاحب کا قدرے بہتر دورِ

حکومت شروع ہوا، اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ملک میں معاشی، جمہوری وسیاسی اصلاحات کے کچھ اثرات نمایاں ہونے لگے، جس کو دیکھ کر یہ لگنے لگا کہ شاید اس پنج سالہ دورِ حکومت کے بعد اگلا پنج سالہ دورِ حکومت بھی جناب میاں محمد نواز شریف صاحب اور ان کی جماعت کا ہو۔

لیکن غیر جمہوری قوتوں کو اس صورتِ حال سے مستقبل میں اپنے اقتدار پر قبضہ وتسلط جمانے کے آثار کچھ دھندلے دکھائی دے رہے تھے، جس کی وجہ سے مختلف طریقوں کی گہری اور خفیہ سازشوں کے ذریعے جناب میاں محمد نواز شریف صاحب کے اقتدار کی بنیادیں کمزور کرنے کے لیے اندر ہی اندر کدال چلنا شروع ہو گئے، اور ایک وہ سیاہ دن بھی قوم نے دیکھا، جس میں جناب میاں محمد نواز شریف صاحب کو نہ صرف یہ کہ وزارتِ عظمٰی کے عہدے سے برطرف کرا دیا گیا، بلکہ تاحیات سیاسی عہدوں سے بھی نااہل قرار دلوا دیا گیا، جو وطنِ عزیز میں عدالتی شعبہ کا ایک امتیازی نوعیت کا فیصلہ تھا، جس کے بعد جناب میاں محمد نواز شریف صاحب کی جماعت کی طرف سے جناب شاہد خاقان عباسی صاحب کو وزارتِ عظمٰی کے عہدہ پر فائز کیا گیا، اور کسی نہ کسی طرح یہ پنج سالہ جمہوری دورِ حکومت بھی مکمل ہوا، جس میں غیر سیاسی وغیر جمہوری طاقتوں کی طرف سے درِ پردہ طرح طرح سے حکومت کو کام کرنے میں رکاوٹیں پیدا کی جاتی رہیں، جس کے بعد نگران حکومت کا مرحلہ پیش آیا، تو اس میں بھی غیر جمہوری طاقتوں کی طرف سے کئی بے اعتدالیوں کا ارتکاب کیا گیا، اور چیئرمین سینیٹ کے انتخاب میں بھی خفیہ طریقوں سے جمہوری وآئینی اصول وقواعد کی کما حقہٗ رعایت ملحوظِ خاطر نہیں رکھی گئی۔

پھر ان حالات میں 2018ء کے انتخابات کا مرحلہ پیش آیا، اس انتخاب میں جس قسم کی اجتماعی بے اعتدالیوں اور بے اصولیوں اور دھاندلیوں، بلکہ نتائج کی تبدیلیوں کا مظاہرہ کیا گیا، اس کا پوری قوم نے مشاہدہ کیا، جس کی شاید پاکستان کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی، اور اس کے نتیجے میں عمران خان صاحب اور ان کی ''تحریکِ انصاف'' نام کی جماعت کو زمامِ اقتدار سونپ دی گئی۔

تبدیلی کا نعرہ لگانے والی اس جماعت کے پرزور نعروں کی وجہ سے قوم نے ایک مرتبہ پھر صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے کچھ وقت کے لیے تبدیلی اور ترقی کی امیدیں وابستہ کرلیں، اداروں کی طرف سے جو سازگار اور دوستانہ (فرینڈلی) ماحول عمران خان صاحب کو ملا، وہ ماضی میں کسی اور وزیر اعظم کو نہیں ملا،

لیکن عمران خان صاحب اوران کی جماعت کی مسلسل ناکامیوں اورداخلہ وخارجہ پالیسیوں کی انتہائی غیر تسلی بخش، بلکہ خراب کارکردگی کے باعث، جلد ہی اس حکومت کی نااہلی طشت ازبام ہونا شروع ہوگئی۔

البتہ عمران خان صاحب کی طرف سے جوتبدیلی کا کام بڑی تیز رفتاری کے ساتھ انجام دیا گیا، جس کواس دورِحکومت کی پاکستانی تاریخ میں سب سے بڑی تبدیلی قرار دیا جاسکتا ہے، وہ اپنی مخالف سیاسی جماعتوں کے ساتھ ظالمانہ سیاسی انتقام کی روِش ہے، جس سے محسوس ہوا کہ شاید اسی تبدیلی کے لیے ان کوسلیکٹ کیا گیا ہے۔

سیاسی وجمہوری اقدار کو دیوار سے لگانے، بلکہ اس کوسرے سے ختم کرنے کے لیے، ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت، جناب میاں محمد نواز شریف صاحب، ان کے اہلِ خانہ اوران کی جماعت کے دیگر قائدین کوبطورِخاص سیاسی انتقام کا نشانہ بنایا گیا، اوران پر پے درپے مقدمات قائم کیے گئے، اوران کو قید وبند کی صعوبتیں برداشت کرنے پر مجبور کردیا گیا، اسی حال میں میاں محمد نواز شریف صاحب کی شریکِ حیات بھی اس دارِفانی سے چل بسیں۔

دوسری طرف پیپلز پارٹی کی قیادت کے کئی اہم ارکان کوبھی سلاخوں کے پیچھے بند کردیا گیا، اوراندر ہی اندران سیاسی قائدین کی زندگیوں سے کھیلنے کی تدابیر بروئے کارلائی جاتی رہیں، جس کے نتیجے میں اب جناب میاں محمد نواز شریف صاحب کی زندگی کوسخت خطرات لاحق ہیں، اوربعض دوسرے سیاسی قائدین کی صحت بھی زیادہ خوش گوارنہیں۔

ان حالات اورواقعات سے قوم کے دل دماغ میں ایک مرتبہ پھرسرد مارشل لاء موجود ہونے اوراپنی غلامیت کا تصور راسخ ہونے لگا، لیکن اس معاملہ کے حل اورقوم کواس غلامی کی گہری دلدل سے نکالنے کے لیے ذمہ داراورنڈر قیادت کی ضرورت تھی، جس کے لیے دوردورتک آثاردکھائی نہیں دے رہے تھے، دوسری طرف مقبوضہ کشمیر پر ہندوستان کی انتہا پسند مودی سرکار کا غیرآئینی تسلط بھی عمران خان صاحب کی موجودہ دورِحکومت ہی کے حصے میں آیا۔

ان ناگفتہ بہ حالات میں قوم کے لیے ایک نویدِ صبح کی شکل میں قائدِ جمعیت مولانا فضل الرحمان صاحب، غیرمعمولی جرائت وہمت اورجمہوری وسیاسی اورآئینی قوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اُبھر کرسامنے آئے، اورمختلف اپوزیشن سیاسی جماعتوں کی حمایت کے ساتھ شجاعت وافرادی قوت

کے ساتھ، انتہائی منظّم و مامون طریقہ پر ''آزادی مارچ'' کے عنوان سے مورخہ 27اکتوبر 2019ءکوکراچی سے ایک بڑے قافلہ کے ساتھ اسلام آباد کی طرف عازمِ سفر ہوئے، اور مورخہ 31اکتوبر2019ءکواسلام آباد پہنچ کر آپ پہلے کے مقابلہ میں ایک نئے اور طاقت ور اور پرامن سیاسی و جمہوری ''قائد'' کے طور پر نمایاں ہوئے، بلاشبہ ان کی قیادت و سیادت میں اس بڑے قافلہ کے مارچ کو پاکستان کی تاریخ میں ایک امتیازی مقام حاصل ہوا، اوراس وسیع، پرامن اور منظّم مارچ کے ذریعے انہوں نے اپنی حکمت، شجاعت و سیادت اور سیاسی، جمہوری و آئینی قیادت کے ایک نئے سفر کا آغاز کیا۔

اس سے پہلے اگر کسی کومولانا سے سیاسی و غیر سیاسی کتنے ہی اختلافات کیوں نہ رہے ہوں، اور اب بھی ہوں، جو کوئی نئی اور امتیازی بات نہیں، اختلافات کہاں نہیں ہوتے، لیکن واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے اس بڑے آزادی مارچ اور اس کے پرامن اور منظّم ہونے اور اس آزادی مارچ کے اغراض و مقاصد کے ذریعے سے ان سابق اختلافات کو دھندلا اور کمزور سا کر دیا ہے، اور وہ ان کے موجودہ کردار کے مقابلہ میں جزوی حیثیت اختیار کر چکے ہیں، اور اس وقت وہ جمہوریت و آئین کی بحالی کی ایک نئی ہمہ گیر آواز بن کر ابھرے ہیں، ان حالات نے مولانا کی وطنِ عزیز کے لیے جمہوری و آئینی جدوجہد کو پروان چڑھا دیا ہے، اور جمہوری و سیاسی اقدار کو ایک نئی روح، بلکہ اس کو ایک ملک گیر تحریک کی صورت بخش دی ہے، جس کے ملک اور قوم پر گہرے اور دیرپا مثبت اثرات دکھائی دے رہے ہیں۔

آئندہ کیا ہونے والا ہے؟ اس غیب کا صحیح اور حقیقی علم تو اللہ ہی کو ہے، لیکن ظاہری آثار و قرائن سے مستقل قریب میں مولانا کی جدوجہد کے اچھے نتائج کی نوید سنائی دے رہی ہے، عمران خان صاحب کی موجودہ حکومت اور اس کو سہارا فراہم کرنے والی قوتوں کے قدم ڈگمگا چکے ہیں، اور عمران خان صاحب کے سیاسی انتقام اور سیاسی قائدین کے لیے ظلم و ستم کے کھودے ہوئے کھڈے میں خود گرنے اور مکافاتِ عمل کے آثار نظر آنا شروع ہو گئے ہیں۔

ظاہر ہے کہ ظالم کو اپنے ظلم و ستم کے نتائج و عواقب کے کچھ اثرات کا آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی

سامنا کرنا پڑتا ہے۔

ان حالات میں آرمی چیف جنرل قمر جاوید باجوہ صاحب کی مدتِ ملازمت میں توسیع بھی کافی حد تک کمزور دکھائی دے رہی ہے، اور اگر ایسا ہوا، تو پھر اس کے موجودہ حالات میں ملک کے لیے اچھے نتائج برآمد ہوتے ہوئے نظر نہیں آتے۔

اس وقت مولانا فضل الرحمان صاحب نے بعض دوسری اپوزیشن جماعتوں کے ساتھ مل کر ملک کے اندر سیاسی و جمہوری میدان کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں، قوم کے اندر جس جمہوری وسیاسی اور آئینی شعور کو اجاگر اور متحرک کیا ہے، وہ پاکستان کی تاریخ کا ایک یادگار اور نمایاں باب ہے، جس کے لیے ابھی کافی جدوجہد کرنے اور چھوٹے موٹے اختلافات کو بھلا کر قوم کو ان کی جمہوری وآئینی کوششوں میں معاونت کرنے کی ضرورت ہے، کیونکہ ملک میں غیر سول طاقتوں کے قدم بڑے وسیع، مضبوط اور گہرے ہیں۔

ہم ذاتی طور پر خیال کرتے ہیں کہ مولانا موصوف کو مسلسل حالات، واقعات ومشاہدات نے اب سیاست اور ملکی وبین الاقوامی حالات پر غیر معمولی حد تک عبور فراہم کر دیا ہے، اور وہ ملک میں ایک نظریاتی قائد کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں، اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی مساعی جمیلہ کو قبول ومنظور فرمائے، اور ان کی حفاظت فرمائے، اور قوم کو غلامیت سے نجات اور جمہوری وآئینی تحفظ کا ذریعہ بنائے۔

اللہ کرے کہ ایسا ہو۔ آمین۔

آئینۂ احوال

(صفحات:780)

ماہ نامہ ''التبلیغ'' راولپنڈی میں

شائع ہونے والے معاشرت، اخلاقیات، معاملات اور سیاسیات

کے گرد گھومتے تجزیوں وتبصروں پر مشتمل اداریوں کا پہلا مجموعہ

مؤلف: مفتی محمد رضوان خان

مطبوعہ: ادارہ غفران، راولپنڈی، پاکستان

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط نمبر 182، آیت نمبر 284) مفتی محمد رضوان

نفس کی خفیہ چیزوں اور وسوسہ وارادہ کا حساب

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (سورة البقرة، رقم الآية ۲۸۴)

ترجمہ: اللہ ہی کے لیے ہیں، وہ چیزیں، جو آسمانوں میں ہیں، اور وہ چیزیں، جو زمین میں ہیں، اور اگر ظاہر کرو گے تم، ان چیزوں کو، جو تمہارے نفسوں میں ہیں، یا چھپاؤ گے، تم ان کو، تو حساب لے گا تم سے اس کا اللہ، پھر مغفرت فرمادے گا، جس کے لیے چاہے گا، اور عذاب دے گا، جس کو چاہے گا، اور اللہ، ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

مذکورہ آیت سے معلوم ہوا کہ آسمانوں اور زمین کے مابین، جتنی اور جس قسم کی بھی مخلوقات ہیں، وہ سب اللہ کی، مملوک ومخلوق ہیں، اور ان سب پر اللہ ہی کا حکم چلتا ہے، ان چیزوں میں تمام شمسی نظام، کہکشائیں، ملکی وے، تمام سیارے، ستارے، ہوائیں، بادل، گرج چمک، سمندر، پہاڑ، زلزلے، طوفان، اور وہ سب مخلوقات داخل ہیں، جو اَب تک دریافت ہوئیں، یا ابھی تک دریافت نہیں ہوئیں، اور خود سارے آسمان اور زمین بھی داخل ہیں، اور جب ایسا ہے، تو اللہ کو اپنی تمام مخلوقات کی ظاہری وخفیہ نقل وحرکت کا بھی علم ہے، جس میں انسانوں کے نفس میں چھپی ہوئی چیزیں بھی داخل ہیں، جو آسمان وزمین کے مقابلے میں بہت چھوٹی سی چیز ہے، پھر یہ اللہ سے کیسے مخفی رہ سکتی ہے۔

اور جب انسان کے نفس کی تمام ظاہری وخفیہ چیزیں، اللہ کے علم میں ہیں، تو اللہ، ان کا حساب بھی لے گا، وہ الگ بات ہے کہ اللہ، اپنی حکمت سے جس کو چاہے معاف فرمائے، اور جس کو چاہے عذاب دے، اس میں اللہ کے لیے اس کی مخلوق کی طرف سے کوئی رکاوٹ نہیں، کیونکہ اللہ، ہر چیز پر

پوری طرح قادر ہے، اور ہر چیز اسی کی مملوک مخلوق ہے، جیسا کہ گزرا۔

قرآن مجید کی دوسری آیات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

چنانچہ سورہ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قُلْ إِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ أَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ وَيَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (سورة آلِ عمران، رقم الآية ٢٩)

ترجمہ: کہہ دیجیے آپ، اگر مخفی رکھو تم ان چیزوں کو، جو تمہارے سینوں میں ہیں، یا ظاہر کرو تم ان کو، جانتا ہے ان کو اللہ، اور جانتا ہے وہ ان چیزوں کو جو آسمانوں میں ہیں، اور جو زمین میں ہیں، اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے (سورہ آلِ عمران)

اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ اللہ سے انسانوں کے سینوں میں چھپے ہوئے راز بھی مخفی نہیں، جن کا حساب لینے کا اللہ کو پوری طرح اختیار، اور حق حاصل ہے، پھر جس مومن بندہ کو وہ چاہے، معاف فرمائے، اور جس کو چاہے سزا دے، بعض احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

چنانچہ امام بخاری نے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ:

’’قیامت کے دن ایک مومن بندہ اپنے رب کے قریب ہوگا، جس سے اللہ فرمائے گا کہ تو نے فلاں فلاں عمل کیا تھا، بندہ اس کا اقرار کرے گا، تو رب تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں تیری پردہ پوشی کی تھی، اور میں آج کے دن اس کو معاف کرتا ہوں‘‘ (بخاری، رقم الحدیث ٦٠٧٠)

اس قسم کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن، حساب تو فرمائے گا، لیکن بہت سے مومن بندوں کی خطاؤں کو درگزر بھی فرمادے گا۔

جبکہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سورہ بقرہ کی مندرجہ بالا آیت دل میں چھپی ہوئی باتوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی، جس سے ہر طرح کی نفس میں چھپی ہوئی باتوں اور وسوسوں پر مؤاخذے کا حکم ظاہر ہوتا تھا، بعد میں جب یہ بات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے غم کا باعث بنی، تو اس امت پر تخفیف کرتے ہوئے وسوسوں اور گناہ کا صرف ارادکرنے پر مؤاخذے کو درگزر کردیا گیا،

اوراس کی توضیح میں بعد کی آیات کو نازل کیا گیا۔

چنانچہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

”إِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ“ قَالَ: نَسَخَتْهَا الآيَةُ الَّتِيْ بَعْدَهَا (صحيح البخارى، رقم الحديث ۴۵۴۶)

ترجمہ: (سورہ بقرہ کی آیت) ”وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ“ اس سے اگلی آیت (یعنی ”لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا“) سے منسوخ ہوگئی ہے (بخاری)

محققین نے فرمایا کہ سورہ بقرہ کی آگے آنے والی آیت میں، جو نفس کی استطاعت والی چیزوں پر ہی مکلّف کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ نفس کے جو اختیاری گناہ ہیں، خواہ وہ چھپے ہوئے کیوں نہ ہوں، ان پر تو مؤاخذہ ہوگا، لیکن جو صرف وسوسے ہیں، یا وہ گناہ کے زمرے میں ہی نہیں آتے، ان پر مؤاخذہ کو اس امت سے معاف کردیا گیا، جیسا کہ آگے آنے والی احادیث سے معلوم ہوگا۔

اور محدثین کی اصطلاح میں اس کو بھی منسوخ ہونے سے تعبیر کردیا جاتا ہے، اگرچہ مفسرین وغیرہ کی اصطلاح میں، اس کو منسوخ قرار نہ دیا جاتا ہو، بلکہ کو ”تبیین“ یا ”توضیح“ وغیرہ کہا جاتا ہو، اسی حیثیت سے اس کو منسوخ کہہ دیا گیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَمَّا نَزَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ“

قَالَ: فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ بَرَكُوْا عَلَى الرُّكَبِ، فَقَالُوْا: أَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ، كُلِّفْنَا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا نُطِيْقُ، اَلصَّلَاةَ وَالصِّيَامَ وَالْجِهَادَ وَالصَّدَقَةَ، وَقَدِ أُنْزِلَتْ عَلَيْكَ هٰذِهِ الْآيَةُ وَلَا نُطِيْقُهَا، قَالَ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:أَتُرِيْدُوْنَ أَنْ تَقُوْلُوْا كَمَا قَالَ أَهْلُ الْكِتَابَيْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا؟ بَلْ قُوْلُوْا:سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيْرُ، قَالُوْا:سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيْرُ، فَلَمَّا اقْتَرَأَهَا الْقَوْمُ، ذَلَّتْ بِهَا أَلْسِنَتُهُمْ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْ إِثْرِهَا" آمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ آمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ ، وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ"

فَلَمَّا فَعَلُوْا ذٰلِكَ نَسَخَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ "لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا،لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا"قَالَ:نَعَمْ"رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا"قَالَ:نَعَمْ"رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ"قَالَ:نَعَمْ:"وَاعْفُ عَنَّا،وَاغْفِرْ لَنَا، وَارْحَمْنَا،اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ"قَالَ:نَعَمْ(مسلم، رقم الحديث ١٢٥"١٩٩")

ترجمہ: جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر(سورہ بقرہ کی یہ) آیت نازل ہوئی کہ:

"لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"

(جس کا ترجمہ یہ ہے کہ"اللہ ہی کے لیے ہیں، وہ چیزیں، جوآسانوں میں ہیں،اور وہ چیزیں، جوزمین میں ہیں،اوراگرظاہرکروگےتم،ان چیزوں کو،جوتمہارےنفسوں میں ہیں، یاچھپاؤگےتم ان کو،توحساب لےگاتم سےاس کااللہ، پھرمغفرت فرمادےگا،جس کے لیےچاہےگا،اورعذاب دےگا،جس کوچاہےگا،اوراللہ، ہرچیزپرپوری طرح قادرہے")

توصحابۂ کرام رضی اللہ عنہم پر یہ بات گراں گزری،اوروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں حاضر ہوئے، اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کرنے لگے کہ اے اللہ کے رسول! ہمیں ان اعمال کے کرنے کا مکلّف بنادیا گیا ہے، جس کی ہم طاقت نہیں رکھتے، نماز، روزہ، جہاد اور صدقہ (وغیرہ، تو ہمارے اختیار میں ہے) لیکن آپ پر یہ آیت نازل ہوگئی، جس میں ذکر کئے گئے حکم کی ہم طاقت نہیں رکھتے (یعنی نفس میں چھپے ہوئے، وسوسوں وغیرہ پر ہمیں قدرت نہیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو، جس طرح تم سے پہلے اہلِ کتاب کہہ چکے ہیں کہ ''ہم نے سن لیا اور نافرمانی کی (ہم اس پر عمل نہیں کریں گے)'' بلکہ تم اس طرح کہو کہ ''سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَإِلَیْکَ الْمَصِیْرُ'' (یعنی ''ہم نے سن لیا اور مان لیا، ہم تیری مغفرت طلب کرتے ہیں اے ہمارے رب اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے'') صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ ''ہم نے سن لیا اور مان لیا، ہم تیری مغفرت طلب کرتے ہیں اے ہمارے رب اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے'' (مطلب یہ تھا کہ جو حکم بھی نازل ہو، اس کو پہلے قبول کرو، پہلی قوموں کی طرح انکار نہ کرو، اس کے بعد پھر تخفیف وغیرہ کی درخواست کرو) جب صحابۂ کرام نے ایسا کہہ دیا، اوران کی زبانیں خاموش ہوگئیں، تو اس کے فوراً بعد ہی (سورہ بقرہ کی) یہ آیت نازل ہوئی کہ:

''آمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ کُلٌّ آمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِکَتِهٖ وَکُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ أَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ، وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ''

(جس کا ترجمہ یہ ہے ''ایمان لایا رسول، اس چیز پر، جو نازل کیا گیا اس کی طرف، اس کے رب کی طرف سے (یعنی قرآن مجید) اور سب مومن (بھی) ہر ایک ایمان لایا اللہ پر، اور اس کے فرشتوں پر، اور اس کی کتابوں پر، اور اس کے رسولوں پر، نہیں تفریق کرتے ہم، اس کے رسولوں میں سے، کسی کے درمیان،، اورانہوں نے کہا کہ ہم نے

سن لیا اور مان لیا، ہم تیری مغفرت طلب کرتے ہیں اے ہمارے رب اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے“)

جب صحابۂ کرام نے ایسا کرلیا، تو اللہ نے یہ آیت ”وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْکُمْ بِهِ اللّٰهُ“ منسوخ فرما کر (سورہ بقرہ کی) یہ آیت نازل فرمائی کہ:

”لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا،لَهَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْهَا مَا اکْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا“

(جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ”نہیں مکلّف کرتا اللہ، کسی نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ کا، جو نفس نیکی کرے وہ اس کے لئے ہے، اور وہ جو برائی کرے اس کا وبال اسی پر ہے، اے ہمارے رب نہ پکڑ کرنا ہماری اگر ہم بھول گئے ہوں یا ہم نے خطا کی ہو“) اللہ نے فرمایا کہ اچھا، پھر یہ حصہ نازل ہوا کہ:

” رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَآ اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا“

(جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ”اے ہمارے رب ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال، جو ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا“) اللہ نے فرمایا کہ اچھا، پھر یہ حصہ نازل ہوا کہ:

”رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ“

(جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ”اے ہمارے رب اور ہم پر وہ بوجھ بھی نہ ڈال جس کی ہمیں طاقت نہ ہو“) اللہ نے فرمایا کہ اچھا، پھر یہ حصہ نازل ہوا کہ:

”وَاعْفُ عَنَّا،وَاغْفِرْ لَنَا، وَارْحَمْنَا،اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ“

(جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ”اور ہم سے درگزر فرما اور ہماری مغفرت فرما، اور ہم پر رحم فرما، تو ہی ہمارا مالک ہے، پس ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما“) (مسلم)

جلیل القدر تابعی، اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے شاگرد، حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ" وَإِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ" قَالَ: دَخَلَ قُلُوْبَهُمْ مِنْهَا شَيْءٌ لَمْ يَدْخُلْ قُلُوْبَهُمْ مِنْ شَيْءٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُوْلُوْا: سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَسَلَّمْنَا، قَالَ: فَأَلْقَى اللّٰهُ الْإِيمَانَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: "لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا، لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا" قَالَ: قَدْ فَعَلْتُ: " رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا" قَالَ: قَدْ فَعَلْتُ: "وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا" قَالَ: قَدْ فَعَلْتُ (مسلم، رقم الحديث ١٢٦ "٢٠٠")

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب (سورہ بقرہ کی یہ) آیت نازل ہوئی کہ:

" وَإِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ"

(جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "اور اگر ظاہر کرو گے تم، ان چیزوں کو، جو تمہارے نفسوں میں ہیں، یا چھپاؤ گے تم ان کو، تو حساب لے گا تم سے اس کا اللہ")

تو صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں میں ایسا ڈر پیدا ہوا کہ اس سے پہلے کسی چیز سے ان کے دلوں میں ایسا ڈر پیدا نہیں ہوا تھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تم کہو کہ ہم نے سن لیا اور ہم نے اطاعت کی اور ہم نے مان لیا" پس اللہ نے ایمان کو ان کے دلوں میں ڈال دیا، پھر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

"لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا، لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا"

اللہ نے فرمایا کہ میں نے کر دیا، پھر یہ حصہ نازل ہوا کہ:

" رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا"

اللہ نے فرمایا کہ میں نے کر دیا، پھر یہ حصہ نازل ہوا کہ:

''وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنْتَ مَوْلَانَا''

اللہ نے فرمایا میں نے کر دیا (مسلم)

جلیل القدر تابعی، اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے دوسرے شاگرد، حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

دَخَلْتُ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا عَبَّاسٍ، كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ، فَقَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ فَبَكَىٰ، قَالَ: أَيَّةُ آيَةٍ؟ قُلْتُ (إِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ هٰذِهِ الْآيَةَ حِيْنَ أُنْزِلَتْ، غَمَّتْ أَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَمًّا شَدِيْدًا، وَغَاظَتْهُمْ غَيْظًا شَدِيْدًا، يَعْنِيْ، وَقَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، هَلَكْنَا، إِنْ كُنَّا نُؤَاخَذُ بِمَا تَكَلَّمْنَا، وَبِمَا نَعْمَلُ، فَأَمَّا قُلُوْبُنَا فَلَيْسَتْ بِأَيْدِيْنَا، فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قُوْلُوْا: سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا، قَالُوْا: سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا، قَالَ: فَنَسَخَتْهَا هٰذِهِ الْآيَةُ (آمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ) إِلٰى (لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ) فَتُجُوِّزَ لَهُمْ عَنْ حَدِيْثِ النَّفْسِ، وَأُخِذُوْا بِالْأَعْمَالِ (مسند احمد، رقم الحديث ۳۰۷۰)

ترجمہ: ایک مرتبہ میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے ابوالعباس! میں حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، وہ یہ آیت پڑھ کر رونے لگے، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے معلوم کیا کہ کون سی آیت؟ میں نے عرض کیا کہ (سورہ بقرہ کی) یہ آیت کہ:

''إِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ''

''اور اگر ظاہر کرو گے تم، ان چیزوں کو، جو تمہارے نفسوں میں ہیں، یا چھپاؤ گے، تم ان کو، تو حساب لے گا تم سے اس کا اللہ''

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تھی، تو صحابۂ کرام پر شدید غم و پریشانی کی کیفیت طاری ہوگئی تھی، اور انہوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم ہلاک ہوگئے، اگر ہماری باتوں اور ہمارے اعمال پر ہمارا مؤاخذہ ہو، تو خیر، لیکن جو باتیں (اور وسوسے وخیالات) ہمارے دلوں میں ہیں، تو وہ ہمارے اختیار میں نہیں ہیں؟ تو ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ تم یہ کہو کہ ہم نے (اللہ اور اس کے رسول کی باتوں کو) سن لیا اور مان لیا، صحابۂ کرام نے یہی کہا کہ ہم نے سن لیا اور مان لیا، حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس مذکورہ آیت کو (اس کے بعد والی) مندرجہ ذیل آیات نے منسوخ کردیا کہ:

”آمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ سے لے کر لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ“ تک۔

اور نفس میں پیدا ہونے والی باتوں (اور وسوسوں) سے درگذر کردیا گیا، اور اعمال پر مؤاخذہ رکھا گیا (مسند احمد)

معلوم ہوا کہ دل ودماغ میں آنے والے وسوسوں پر اللہ کی جانب سے مؤاخذہ وپکڑ نہیں، کیونکہ وہ انسان کی وسعت واختیار سے باہر ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص طور پر اس امت کو ایسی چیزوں کا مکلّف نہیں کیا گیا، جو وسعت اور اختیار سے باہر ہوں، البتہ جو چیزیں اقوال اور اعمال سے تعلق رکھتی ہیں، ان پر مؤاخذہ وپکڑ ہے، اور یہ بات ظاہر ہے کہ عملی چیزیں، وسوسوں سے بالکل الگ اور جدا ہیں۔

پہلی آیت سے جو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے اجمال یا ابہام پیدا ہوگیا تھا، اگلی آیات سے نہ صرف یہ کہ اس اجمال وابہام کو دور کر کے وضاحت وصراحت کردی گئی، بلکہ اس کے ساتھ، اس امت کے ساتھ، پہلی امتوں کے مقابلہ میں مزید تخفیف بھی کردی گئی، جس کا ذکر، ان شاء اللہ تعالیٰ اگلی آیات کے ضمن میں آئے گا۔

اور احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب تک وسوسوں کے متعلق عمل یا کلام نہ کیا جائے، اس وقت

تک وہ معاف ہیں، اوران پر مؤاخذہ وپکڑ نہیں۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِيْ عَنْ أُمَّتِيْ مَا وَسْوَسَتْ بِهٖ صُدُوْرُهَا، مَا لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَكَلَّمْ (بخاری، رقم الحدیث ۲۵۲۸، کتاب العتق، باب الخطإ والنسيان فی العتاقة والطلاق ونحوه، ولا عتاقة إلا لوجه الله)

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے میری امت سے دل کے وسوسوں کو معاف کردیا ہے جب تک کہ وہ (ان وسوسوں کے مطابق) عمل یا کلام نہ کریں (بخاری)

معلوم ہوا کہ وسوسہ پر جب تک عمل نہ کیا جائے (اگر اس وسوسہ کا تعلق عمل سے ہو) اور جب تک اس کے مطابق زبان سے کلام نہ کیا جائے (اگر اس وسوسہ کا تعلق قول اور زبان سے ہو) اس وقت تک اللہ کی طرف سے مؤاخذہ، گرفت وپکڑ نہیں ہوتی، اور یہ بات سب کو معلوم ہے کہ زبان سے بات اور اعضاء سے عمل کرنا انسان کے اختیار میں ہے، جس کی مزید تفصیل آگے آتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: إِذَا هَمَّ عَبْدِيْ بِحَسَنَةٍ وَلَمْ يَعْمَلْهَا، كَتَبْتُهَا لَهٗ حَسَنَةً، فَإِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ، وَإِذَا هَمَّ بِسَيِّئَةٍ وَلَمْ يَعْمَلْهَا، لَمْ أَكْتُبْهَا عَلَيْهِ، فَإِنْ عَمِلَهَا كَتَبْتُهَا سَيِّئَةً وَاحِدَةً (مسلم، رقم الحدیث ۱۲۸ "۲۰۴" کتاب الایمان، باب إذا هم العبد بحسنة كتبت، الخ.)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے، اور بعد میں اس نیکی پر عمل نہیں کرتا تو میں اس کے لئے ایک نیکی لکھ دیتا ہوں، پھر اگر وہ اُس ارادہ کے مطابق عمل بھی کرلیتا ہے، تو میں اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دیتا ہوں، سات سو گنا تک۔

اور جب وہ بُرائی (وگناہ کا کام کرنے) کا ارادہ کرتا ہے، اور اُس بُرائی پر عمل نہیں کرتا، تو

میں اس کے لئے (بُرائی کو) نہیں لکھتا، پھر اگر وہ اُس بُرائی پر عمل کر لیتا ہے، تو میں اس کے لئے ایک بُرائی کو ہی لکھتا ہوں (مسلم)

اس حدیث میں ''ھَمَّ'' سے مراد، ارادہ ہے، جیسا کہ آگے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کی حدیث میں آتا ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نیکی کے کام کو کرنے کا صرف ارادہ کرنے پر ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے، اور جب ارادہ کے مطابق اس نیکی پر کوئی عمل بھی کرتا ہے، تو اس کا اجر وثواب دس گنا اضافہ سے لے کر سات سو گنا اضافہ تک لکھ دیا جاتا ہے، اور یہ اضافہ ہر شخص کے عمل کے معیار اور شان کے مطابق ہوتا ہے، جو شخص عمل جتنے اخلاص کے ساتھ اور عمدہ طریقہ پر کرتا ہے، اتنا ہی ثواب زیادہ لکھا جاتا ہے۔

اور اس کے برعکس بُرائی وگناہ کے کام کو کرنے کا ارادہ کرنے پر بُرائی نہیں لکھی جاتی، اور اگر بُرائی پر عمل کرتا ہے، تو صرف ایک ہی بُرائی لکھی جاتی ہے۔

یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم کی وجہ سے ہے۔

بلکہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی بُرائی وگناہ کے کام کو کرنے کا ارادہ کرتا ہے، اور دل میں اُس کی طلب اور حرص بھی محسوس کرتا ہے، مگر اس گناہ پر عمل نہیں کرتا، اور اس سے اپنے آپ کو بچا لیتا ہے، تو اس پر بھی ایک نیکی حاصل ہوتی ہے۔

چنانچہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فِيْمَا يَرْوِیْ عَنْ رَبِّهٖ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ :قَالَ: إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ، فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً، فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ إِلٰى أَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً، فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ سَيِّئَةً وَاحِدَةً (بخاری، رقم الحدیث ۶۴۹۱، کتاب

الرقاق، باب من هم بحسنة أو بسيئة، مسلم، رقم الحديث ٢٠٧ "١٣١"، باب إذا هم العبد بحسنة كتبت، وإذا هم بسيئة لم تكتب)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کی طرف سے روایت بیان فرمائی کہ بے شک اللہ نیکیوں اور بُرائیوں کو لکھتا ہے، پھر اس کی وضاحت فرمائی کہ جو شخص نیکی کا ارادہ کرتا ہے، پھر اس پر عمل نہیں کرتا تو اس کے لئے اللہ اپنے یہاں ایک کامل نیکی لکھ دیتا ہے، پھر اگر وہ اپنے ارادہ کے مطابق اُس پر عمل بھی کر لیتا ہے، تو اس کے لئے اللہ اپنے یہاں دس نیکیاں لکھ دیتا ہے، سات سو گنا تک بڑھا چڑھا کر اور جو شخص بُرائی (وگناہ کے کام کو کرنے) کا ارادہ کرتا ہے، پھر اس پر عمل نہیں کرتا، تو اس کے لئے اللہ اپنے یہاں ایک کامل نیکی لکھ دیتا ہے، پھر اگر وہ اپنے ارادہ کے مطابق اس پر عمل بھی کر لیتا ہے، تو اس کے لئے اللہ ایک گناہ کو ہی لکھتا ہے (بخاری)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَقُوْلُ اللّٰهُ: إِذَا أَرَادَ عَبْدِىْ أَنْ يَّعْمَلَ سَيِّئَةً، فَلَا تَكْتُبُوْهَا عَلَيْهِ حَتّٰى يَعْمَلَهَا، فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا بِمِثْلِهَا، وَإِنْ تَرَكَهَا مِنْ أَجْلِىْ فَاكْتُبُوْهَا لَهُ حَسَنَةً، وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّعْمَلَ حَسَنَةً فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهُ حَسَنَةً، فَإِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا إِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ (بخاري، رقم الحديث ٧٥٠١، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى يريدون أن يبدلوا كلام الله)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ (فرشتوں سے یہ) فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ یہ ارادہ کرے کہ وہ برا (یعنی گناہ والا) عمل کرے گا، تو تم اس کو نہ لکھو، یہاں تک کہ وہ اس برے (گناہ والے) عمل کو نہ کر لے، پھر اگر وہ اس برے (وگناہ والے) عمل کو کر لے، تو تم اس کے مثل ہی گناہ لکھو، اور اگر وہ اس برے (وگناہ والے) عمل کو (جس کو کرنے کا اس نے ارادہ کیا ہے) میری (خشیت یا رضا) کی وجہ سے چھوڑ

دے، تو تم اس کے لئے ایک نیکی لکھ لو، اور جب وہ کسی نیک عمل کا ارادہ کرے، پھر اس نیک عمل کو نہ کرے، تو تم اس کے لئے ایک نیکی لکھ لو، اور جب وہ نیک عمل کر لے، تو اس کے لئے دس گنا سے سات سو گنا تک ثواب لکھ لو (بخاری)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص نیک کام کرنے کا دل میں ارادہ کرے، مثلاً یہ کہ وہ کل فلاں ضرورت مند کا تعاون کرے گا، تو صرف اس ارادہ پر عمل کرنے سے پہلے ایک اجر و ثواب لکھ دیا جاتا ہے، اور اگر گناہ کے کام کو کرنے کا ارادہ کرے، مثلاً یہ کہ وہ کل فلاں شخص پر ظلم یا زنا کرے گا، تو اس گناہ کا عملی ارتکاب کرنے سے پہلے اس پر گناہ نہیں لکھا جاتا، پھر اگر وہ اس گناہ کے عملی ارتکاب کا ارادہ ترک کر دے، اور اس گناہ کو اختیار نہ کرے، تو اس پر ایک اجر و ثواب بھی لکھا جاتا ہے۔

اس کے بعد عرض ہے کہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی گناہ ایسا ہو کہ اس کا تعلق ظاہری اعضاء سے ہو، جیسا کہ زنا کرنا، لیکن اس پر اپنے اختیار سے دل کے ذریعہ لطف اندوز ہوا جائے، مثلاً دل ہی دل میں کسی اجنبی عورت سے زنا کرنے کا تصور قائم کر کے لذت حاصل کی جائے، تو اس پر بھی گناہ ہوتا ہے، اگرچہ وہ گناہ صغیرہ کیوں نہ شمار ہوتا ہو، کیونکہ اس صورت میں یہ وسوسہ یا صرف گناہ کرنے کا ارادہ نہیں رہتا، بلکہ دل کا عمل بن جاتا ہے، اور جس گناہ کا دل کے عمل سے تعلق ہو، اس پر مؤاخذہ و گناہ ہوا کرتا ہے۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا، أَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ، فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ، وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ، وَالنَّفْسُ تَمَنّٰى وَتَشْتَهِي، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ كُلَّهُ وَيُكَذِّبُهُ (بخاری، رقم الحدیث ۶۲۴۳، کتاب الاستئذان، باب زنا الجوارح دون الفرج)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے ابنِ آدم پر اس کے زنا کے حصہ کو لکھ دیا ہے، جس (کے خمیازہ) کو وہ (توبہ یا نیک عمل نہ کرے تو) ہر حال میں پائے گا، پس آنکھ کا زنا (شہوت کے ساتھ ناجائز چیز کو) دیکھنا ہے، اور زبان کا زنا

(شہوت پرستی کی بات کا) بولنا ہے، اور نفس کا زنا تمنا اور شہوت کرنا ہے، اور شرم گاہ ان سب کی تصدیق کرتی ہے اور تکذیب کرتی ہے (بخاری)

کئی محدثین واہلِ علم حضرات نے فرمایا کہ شرم گاہ کا زنا تو حقیقی زنا ہے، جو کہ کبیرہ گناہ میں داخل ہے، اور یہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتا، اور مندرجہ بالا حدیث میں مذکور دوسرے اعضاء مثلاً دل وغیرہ کا زنا، حقیقی زنا نہیں ہے، اس لئے وہ صغیرہ گناہ میں داخل ہے، جو کہ توبہ کے علاوہ نیک اعمال کے ذریعہ سے بھی معاف ہوجاتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(ملاحظہ ہو: شرح النووی علی مسلم، ج١٦ ص ٢٠٦، کتاب القدر، باب قدر علی بن آدم حظه من الزنی وغیرہ، عمدۃ القاری للعینی، ج٢٢ ص ٢٤٠، باب زنا الجوارح دون الفرج)

محققین نے فرمایا کہ نفس میں جو بات سب سے پہلے کھٹکتی ہے، وہ اول وہلہ کا وسوسہ ہوتا ہے، جس پر کوئی پکڑ ومؤاخذہ نہیں۔

پھر اس کے بعد اس اول وہلہ والی چیز اور وسوسہ میں اس کام کو کرنے نہ کرنے کا تردُّد اور تذبذب پیدا ہوتا ہے، اور کسی ایک حالت کا ٹھہراؤ نہیں ہوتا، وسوسہ کے اس دوسرے درجہ پر بھی کوئی مؤاخذہ و پکڑ نہیں، پھر اس کے بعد اس تردد و تذبذب والی حالت میں کسی ایک طرف میلان پیدا ہوجاتا ہے، لیکن اس کا عزمِ مصمّم یا پختہ ارادہ نہیں ہوتا، اس کو عربی میں ''ھم'' کہا جاتا ہے، اور وسوسہ وخیال کے اس تیسرے درجہ پر بھی مؤاخذہ و پکڑ نہیں۔

پھر اس کے بعد اس کے کرنے کا پختہ ارادہ یا عزمِ مصمّم ہوجاتا ہے، تو اگر یہ حالت کسی ایسے عمل کے بارے میں ہو، جو خالص دل کا عمل ہے، جیسا کہ عقائد، یا اخلاق تو یہ قابلِ مؤاخذہ ہوتا ہے، اور اگر وہ اعضاء وجوارح کا عمل ہو، جیسا کہ زنا، چوری وغیرہ اس میں ایک قول یہ ہے کہ عزمِ مصمم اور پختہ ارادہ پر تو مؤاخذہ ہوتا ہے، اور عزمِ مصمم و پختہ ارادہ نہ ہو، تو مؤاخذہ نہیں ہوتا، بلکہ وہ معاف ہوتا ہے، اور دوسرا قول یہ ہے کہ عزمِ مصمم اور پختہ ارادہ ہونے پر بھی مؤاخذہ نہیں ہوتا، اور بظاہر یہی قول راجح ہے، جس کی تائید ان احادیث سے بھی ہوتی ہے، جس میں گناہ کا ارادہ کرنے پر نہ لکھے جانے کا ذکر ہے، البتہ اگر کسی ظاہری عضو والے گناہ پر دل سے لطف اندوز ہوا جائے، جیسا کہ کسی سے زنا کرنے پر دل سے لطف اندوز ہونا، تو اس پر گناہ ہوتا ہے، اگرچہ وہ صغیرہ کیوں نہ ہو، جیسا کہ گزرا۔

جلد 1

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...معینُ المفتی
(2)...رَفْعُ التَّشْکِیْکِ عَنْ حِیْلَۃِ التَّمْلِیْکِ
(3)...غیر حنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم
(4)...اَلْمَشَاکِلُ الْحَاضِرَۃُ فِیْ حُرْمَۃِ الْمُصَاھَرَۃِ
(5)...تحقیق طلاق بالکتابۃ و الاکراہ
(6)...مجنون، غضبان اور سکران کی طلاق

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 2

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...صبحِ صادق و کاذب اور وقتِ عشاء کی تحقیق
(2)...کشفُ الغطاء عن وقتِ الفجر والعشاء
(3)...اشکالیات فلکیۃ وفقھیۃ حول تحدید مواقیت الصلاۃ
(4)...کیفیۃُ التحقق من صحۃ مواقیت الصلاۃ فی التقاویم

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 3

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...النظر والفکر فی مبدء السفر والقصر
(2)...بِدَایَۃُ السَّفَرِ وَالْقَصْرِ فِیْ حَالَۃِ الْحَضَرِ وَالْمِصْرِ
(3)...منعُ مبدءِ السفر قبل مبدءِ القصر
(4)...جڑواں شہروں (Twin cities) میں سفر و قصر کا حکم
(5)...محرم کے بغیر سفر کا حکم

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 4

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...خوارج سے متعلق احادیث کی تحقیق
(2)...کفار کے مخاطب بالفروع ہونے کا حکم
(3)...غیرُ اللہ کی نذر و نیاز و ذبح کا حکم
(4)...رؤیتِ باری تعالیٰ
(5)...قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کا حکم
(6)...خواب میں زیارتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم
(7)...محفلِ حُسنِ قرائت کا حکم

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 5

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...پاکستان کی موجودہ رؤیتِ ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت
(2)...مقدس اوراق کا حکم
(3)...قرآن مجید کو بغیر وضو چھونے کا حکم
(4)...خیرُ بقاعِ الارض کی تحقیق (یعنی شرعاً افضل ترین قطعۂ زمین کون سا ہے؟)

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 6

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...مجالسِ ذکر اور اجتماعی ذکر
(2)...جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 7

علمی و تحقیقی رسائل

متبرک مقامات و آثار کے فضائل و احکام سے متعلق
13 علمی، فقہی و تحقیقی رسائل کا مجموعہ

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 8

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...اجتہادی اختلاف اور باہمی تعصب
(2)...تفرّد کی حقیقت

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 9

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...تمباکو نوشی کے احکام
(2)...ضرورت و حاجت اور استقراض بالربح کی تحقیق
(3)...حمد و نعت اور اس کی شرائط
(4)...نام رکھنے کے عربی قواعد
(5)...انگور، کھجور و دیگر اشیاء کے نبیذ اور جوس وغیرہ کی تحقیق
(6)...بالوں میں وصل کی تحقیق
(7)...دَف کی تحقیق

مصنف
مفتی محمد رضوان

جلد 10

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...پانی و ڈھیلے سے استنجاء کی تحقیق
(2)...نیند سے وضو ٹوٹنے کی تحقیق
(3)...حرمت و نجاست سے متعلق اصول
(4)...تحقیق مسحِ رقبۃ
(5)...نماز کے وقت سوتے رہ جانا اور طلوع و غروب کے وقت نماز پڑھنا
(6)...نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ
(7)...خواتین کی امامت و جماعت کا شرعی حکم
(8)...بوقتِ خطبہ آنے والے کو تحیۃُ المسجد کا شرعی حکم
(9)...صلاۃُ التسبیح سے متعلق احادیث و روایات کی تحقیق

مصنف
مفتی محمد رضوان

(بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل و احکام) (اضافہ و اصلاح شدہ چھٹا ایڈیشن)

ماہِ ربیعُ الآخر

اسلامی سال کے چوتھے مہینے "ربیعُ الآخر"
جس کو "ربیعُ الثّانی" بھی کہا جاتا ہے، کے متعلق شرعی احکام
اس مہینہ کے حوالہ سے معاشرے میں رائج منکرات و مفاسد
اور غلط فہمیوں پر مدلّل و مفصّل کلام
ماہِ ربیعُ الآخر کے تاریخی واقعات و حالات

مصنّف
مفتی محمد رضوان خان

اصلاح شدہ ایڈیشن

پیارے بچّو

چھوٹے بچوں اور بچیوں کے لئے اسلامی باتیں
دلچسپ کہانیاں، مفید قصّے، سچّے واقعات
بچپن کی زندگی گزارنے کے آداب اور کھیلنے کودنے کے اچھے طریقوں پر مشتمل
مختلف و متفرق دلچسپ مضامین کا مجموعہ

مصنّف
مفتی محمد رضوان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

درسِ حدیث مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

عذابِ قبر کے اسباب اور اس میں مبتلا اشخاص (قسط 3)

نبی ﷺ کا دو قبر والوں کو عذاب میں مبتلا دیکھنا اور شاخ گاڑنا

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِحَائِطٍ مِّنْ حِیْطَانِ الْمَدِیْنَةِ، أَوْ مَکَّةَ، فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَیْنِ یُعَذَّبَانِ فِیْ قُبُوْرِهِمَا، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: یُعَذَّبَانِ، وَمَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ ثُمَّ قَالَ: بَلٰی، کَانَ أَحَدُهُمَا لاَ یَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهٖ، وَکَانَ الْآخَرُ یَمْشِیْ بِالنَّمِیْمَةِ. ثُمَّ دَعَا بِجَرِیْدَةٍ، فَکَسَرَهَا کِسْرَتَیْنِ، فَوَضَعَ عَلٰی کُلِّ قَبْرٍ مِّنْهُمَا کِسْرَةً، فَقِیْلَ لَهٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا؟ قَالَ: لَعَلَّهٗ أَنْ یُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ تَیْبَسَا أَوْ: إِلٰی أَنْ یَّیْبَسَا

(بخاری،رقم الحدیث ۲۱۶، کتاب الوضوء،باب :من الکبائر أن لا یستتر من بوله)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ یا مکہ کے باغوں میں سے ایک باغ کے قریب سے گزرے، پھر آپ نے (بحکمِ الٰہی) دو انسانوں کی آواز کو سنا، جن کو قبر میں عذاب دیا جا رہا تھا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو عذاب دیا جا رہا ہے، اور ان کو کسی بڑی (سمجھے جانے والی) چیز میں عذاب نہیں ہو رہا، پھر فرمایا کہ ہاں! ان میں سے ایک تو (پیشاب کرتے وقت) اپنے پیشاب (یعنی پیشاب والے مقام) سے آڑ نہیں کرتا تھا (جس کی وجہ سے چھینٹوں یا بے پردگی سے حفاظت نہیں ہوتی تھی) اور دوسرا چغل خوری کیا کرتا تھا، پھر آپ نے ایک شاخ منگوائی، جس کو دو ٹکڑے کر دیا، پھر ان میں سے ہر ایک کی قبر پر ایک ٹکڑا رکھ دیا، آپ سے عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ

نے یہ کیوں کیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاید ان دونوں کے عذاب کو شاخوں کے خشک ہونے تک ہلکا کر دیا جائے (بخاری)

اس روایت میں پیشاب کے علاوہ دوسرا گناہ، چغل خوری کا مذکور ہے، اور بعض روایات میں چغل خوری کے بجائے، غیبت کا ذکر ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتٰى عَلٰى قَبْرَيْنِ فَقَالَ: إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ فِيْ غَيْرِ كَبِيْرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَأْكُلُ لُحُوْمَ النَّاسِ، وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ صَاحِبَ نَمِيْمَةٍ ثُمَّ دَعَا بِجَرِيْدَةٍ، فَشَقَّهَا نِصْفَيْنِ، فَوَضَعَ نِصْفَهَا عَلٰى هٰذَا الْقَبْرِ، وَنِصْفَهَا عَلٰى هٰذَا الْقَبْرِ وَقَالَ: عَسٰى أَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا دَامَتَا رَطْبَتَيْنِ (مسند ابو داود للطيالسي، رقم الحديث٢٧٦٨) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں پر آئے، پھر فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب دیا جا رہا ہے، جو (ایسے گناہ کی وجہ سے ہے کہ وہ لوگوں کی نظروں میں) بڑی چیز نہیں ہے، ایک تو ان میں سے لوگوں کے گوشت کو کھاتا تھا (یعنی غیبت کرتا تھا) اور دوسرا چغل خور تھا، پھر آپ نے ایک شاخ منگوائی، جس کے دو حصے کیے، جس کا آدھا حصہ اس قبر پر، اور آدھا حصہ دوسری قبر پر رکھ دیا، اور فرمایا کہ شاید جب تک یہ دونوں شاخیں تر (اور ہری) رہیں، ان کے عذاب کو ہلکا کر دیا جائے (مسند ابوداؤد طیالسی)

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ أَمْشِيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ عَلٰى قَبْرَيْنِ، فَقَالَ مَنْ يَّأْتِيْنِيْ بِجَرِيْدَةِ نَخْلٍ؟ قَالَ: فَاسْتَبَقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ آخَرُ، فَجِئْنَا بِعَسِيْبٍ، فَشَقَّهُ بِاثْنَيْنِ، فَجَعَلَ عَلٰى هٰذَا وَاحِدَةً، وَعَلٰى هٰذَا وَاحِدَةً، ثُمَّ قَالَ: أَمَا إِنَّهُ سَيُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا كَانَ فِيْهِمَا مِنْ بُلُوْلَتِهِمَا شَيْءٌ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّهُمَا

---

[1] قال ابن حجر: ولأبي داود الطيالسي عن بن عباس بسند جيد مثله (فتح الباري، ج١٠ ص٤٧١، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم خير دور الأنصار)

لَيُعَذَّبَانِ فِي الْغِيْبَةِ وَالْبَوْلِ (مسند أحمد، رقم الحديث ٢٠٤١١) [1]

ترجمہ: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا، تو آپ کا گزر دو قبروں پر ہوا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھجور کی ایک ٹہنی مجھے کون لا کر دے گا؟ تو میں اور ایک دوسرا آدمی آگے بڑھے، اور ہم ایک ٹہنی لے آئے، آپ نے اس ٹہنی کے دو حصے کیے، اور اس کا ایک حصہ ایک قبر پر، اور دوسرا حصہ دوسری قبر پر رکھ دیا، پھر آپ نے فرمایا کہ جب تک یہ ٹہنیاں تر (یعنی ہری) رہیں گی، اس وقت تک ان کا عذاب ہلکا کر دیا جائے گا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں قبر والوں کو غیبت اور پیشاب کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا تھا (مسند احمد)

حضرت یعلیٰ بن سیابہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ عَهِدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَتٰى عَلٰى قَبْرٍ يُعَذَّبُ صَاحِبُهُ، فَقَالَ: إِنَّ هٰذَا كَانَ يَأْكُلُ لُحُوْمَ النَّاسِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِيْدَةٍ رَطْبَةٍ، فَوَضَعَهَا عَلٰى قَبْرِهٖ، وَقَالَ: لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُ مَا دَامَتْ هٰذِهٖ رَطِبَةً (المعجم الأوسط للطبراني، رقم الحديث ٢٤١٣) [2]

ترجمہ: انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو پایا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک قبر کے پاس آئے، جس میں موجود شخص کو عذاب دیا جا رہا تھا، پھر فرمایا کہ یہ لوگوں کے گوشت کو کھاتا تھا (یعنی غیبت کیا کرتا تھا) پھر آپ نے ایک تر ٹہنی منگوائی، اور اس کو

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: حديث قوى (حاشية مسند احمد)

[2] قال الهيثمي: رواه الطبراني في الأوسط وأحمد في حديث طويل يأتي في علامات النبوة، وفيه عاصم بن بهدلة وهو ثقة وفيه ضعف، وبقية رجاله ثقات (مجمع الزوائد، ج٨ص٩٣، باب ما جاء في الغيبة والنميمة)

وقال ابن حجر: والطبراني أيضا من حديث يعلى بن شبابة أن النبي صلى الله عليه وسلم مر على قبر يعذب صاحبه فقال إن هذا كان يأكل لحوم الناس ثم دعا بجريدة رطبة الحديث ورواته موثقون ولأبي داود الطيالسي عن ابن عباس بسند جيد مثله وأخرجه الطبراني وله شاهد عن أبي أمامة عند أبي جعفر الطبري في التفسير وأكل لحوم الناس يصدق على النميمة والغيبة والظاهر اتحاد القصة ويحتمل التعدد وتقدم بيان ذلك واضحا في كتاب الطهارة (فتح الباري، ج١٠ ص ٤٧١، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم خير دور الأنصار)

اس کی قبر پر رکھ دیا، اور فرمایا کہ شاید جب تک یہ تر (اور گیلی) رہے، اس کا عذاب ہلکا کر دیا جائے (طبرانی)

مذکورہ احادیث وروایات میں جن لوگوں کے عذابِ قبر کا ذکر ہے، اُن سے بظاہر مسلمان مراد ہیں۔ اور مذکورہ روایات میں تصریح ہے کہ ''شاید ان دونوں کے عذاب کو شاخوں کے خشک ہونے تک ہلکا کر دیا جائے''

جس سے معلوم ہوا کہ کافر کے علاوہ، مسلمان کو بھی بعض بداعمالیوں پر عذابِ قبر ہوتا ہے، اور وہ ہر شخص کی بداعمالیوں کے بقدر ہوتا ہے، نہ یہ کہ ہر ایک کو ایک ہی مقدار کا اور ایک ہی مدت تک عذاب ہوتا ہے۔ [1]

پیشاب کی وجہ سے قبر کا عذاب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :-أَكْثَرُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ "(سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ٣٤٨) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عذابِ قبر، اکثر پیشاب کی (چھینٹوں سے نہ بچنے کی) وجہ سے ہوتا ہے (سنن ابنِ ماجہ)

---

[1] ووقع فی حديث أبی بكرة عند الإمام أحمد والطبرانی بإسناد صحيح يعذبان وما يعذبان فی كبير وبلی وما يعذبان إلا فی الغيبة، والبول بأداة الحصر وهی تنفی كونهما كافرين لأن الكافر وإن عذب على ترك أحكام المسلمين فإنه يعذب مع ذلک على الكفر بلا خلاف، وبذلک جزم العلاء بن العطار وقال :لا يجوز أن يقال إنهما كانا كافرين لأنهما لو كانا كافرين لم يدع لهما بتخفيف العذاب عنهما ولا ترجاه لهما، وقد ذكر بعضهم السر فی تخصيص البول والنميمة بعذاب القبر، وهو أن القبر أول منازل الآخرة وفيه نموذج ما يقع فی القيامة من العقاب والثواب والمعاصی التی يعاقب عليها يوم القيامة نوعان :حق لله وحق لعباده، وأول ما يقضى فيه من حقوق الله تعالى عز وجل الصلاة، ومن حقوق العباد الدماء ، وأما البرزخ فيقضى فيه مقدمات هذين الحقين ووسائلهما، فمقدمة الصلاة الطهارة من الحدث والخبث ومقدمة الدماء النميمة فيبدأ فی البرزخ بالعقاب عليهما(إرشاد الساری لشرح صحيح البخاری،للقسطلانی، ج ١ ،ص٢٨٧ ،باب من الكبائر أن لا يستتر من بوله)

[2] قال شعيب الارنؤوط:إسناده صحيح(حاشية سنن ابنِ ماجه)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

عَامَّةُ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنَ الْبَوْلِ(مستدرک حاکم، رقم الحدیث ٦٥٤)

ترجمہ: عام طور پر عذابِ قبر پیشاب کی (چھینٹوں سے نہ بچنے کی) وجہ سے ہوتا ہے (مستدرک حاکم)

حضرت عبدالرحمٰن بن حسنہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي يَدِهِ كَهَيْئَةِ الدَّرَقَةِ، قَالَ :فَوَضَعَهَا، ثُمَّ جلَسَ، فَبَالَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ :انْظُرُوا إِلَيْهِ يَبُولُ كَمَا تَبُولُ الْمَرْأَةُ، قَالَ :فَسَمِعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ " :وَيْحَكَ أَمَا عَلِمْتَ مَا أَصَابَ صَاحِبَ بَنِي إِسْرَائِيلَ؟ كَانُوا إِذَا أَصَابَهُمْ شَيْءٌ مِنَ الْبَوْلِ، قَرَضُوهُ بِالْمَقَارِيضِ، فَنَهَاهُمْ، فَعُذِّبَ فِي قَبْرِهِ "(مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ١٧٧٥٨)[1]

ترجمہ: ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، اور آپ کے ہاتھ میں چمڑے کی ڈھال جیسی کوئی چیز تھی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آڑ کے طور پر اپنے سامنے رکھ کر پیشاب کیا، لوگوں میں سے کسی نے یہ منظر دیکھ کر کہا کہ دیکھو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کی طرح بیٹھ کر پیشاب کر رہے ہیں، یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سن لی، اور فرمایا کہ ہائے افسوس! کیا تمہیں معلوم نہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کے ساتھ کیا ہوا تھا؟ بنی اسرائیل کے جسم پر اگر پیشاب وغیرہ لگ جاتا، تو وہ اس حصے کو قینچی سے کاٹ دیتے تھے (ان کے یہاں پیشاب سے پاک ہونے کا یہ طریقہ تھا) ایک شخص نے انہیں ایسا کرنے سے روکا (گویا کہ پیشاب کی نجاست سے بچنے سے روکا) تو اس شخص کو عذابِ قبر میں مبتلا کر دیا گیا (مسند احمد)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ پیشاب سے حفاظت نہ کرنا، یعنی پیشاب کی نجاست سے اپنے جسم اور لباس کو محفوظ رکھنے کا اہتمام نہ کرنا، عذابِ قبر میں مبتلا کرنے کا سبب ہے۔

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده صحيح (حاشية مسند احمد)

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

افادات وملفوظات

عوام کی سستی کی وجہ سے فقہی مسائل میں رعایت

(22ربیع الاول1440ہجری)

فرمایا کہ عوام کی طرف سے دین میں سستی اور کاہلی کی وجہ سے فقہائے کرام نے بعض دوسرے فقہائے کرام کے قول پر عمل کر لینے کو بھی گوارا کیا ہے، چنانچہ اگرعوام الناس سستی کا مظاہرہ کریں، اورطلوع ہوتے وقت ان کو فجر کی نماز پڑھنے سے منع کیا جائے، تو وہ بعد میں نماز نہ پڑھیں، تو ایسے لوگوں کو متعدد حنفیہ نے طلوع کے وقت نماز پڑھنے سے منع نہ کرنے کا حکم فرمایا ہے، تا کہ نماز کے بالکلیہ تارک ہونے کے بجائے بعض فقہائے کرام کے نزدیک نماز کو ادا کرنے والے شمار ہوں۔[1]

اور یہ بات ظاہر ہے کہ اگر کوئی امام شافعی یا کسی دوسرے مجتہد کے مسلک کے مطابق نماز ادا کر لے، تو وہ نماز ادا کرنے والا شمار ہوگا، اورآخرت میں اس سے نماز کے رکن کے ترک پر مؤاخذہ نہ ہوگا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر عام مسلمانوں کے دین میں سستی اور طبیعتوں میں آزادی ہو، اور وہ ایک مسلک کی پابندی کر کے کسی مسئلے پر عمل نہ کریں، بلکہ اس کی پابندیوں کی وجہ سے عمل کو ترک ہی کر بیٹھیں، تو ان کو دوسرے فقہائے کرام کے مسلک کے مطابق عمل پیرا قرار دینا اہون ہے۔

اسی وجہ سے متعدد فقہائے کرام نے عوام کے لیے تقلیدِ شخصی کو واجب اور لازم نہیں کیا، جبکہ بعض نے تو مسلکِ اخف پر عمل کرنے کا جواز بھی بیان فرمایا ہے، حنفیہ میں علامہ ابنِ ہمام اور بہت سے دیگر

---

[1] وفی القنية كسالى العوام إذا صلوا الفجر وقت الطلوع لا ينكر عليهم ؛ لأنهم لو منعوا يتركونها أصلا ظاهرا ولو صلوها تجوز عند أصحاب الحديث والأداء الجائز عند البعض أولى من الترک أصلا (البحر الرائق، كتاب الصلاة، باب الاوقات المنهى عن الصلاة فيها)

ولا ننهى كسالى العوام عن صلاة الفجر "وقت الطلوع لأنهم قد يتركونها بالمرة والصحة على قول مجتهد أولى من الترک (مراقى الفلاح، جزء ۱ صفحه۷۶)

حضرات اس کے پرزور حامی ہیں، اورانہوں نے ''العامی لا مذھب لہٗ'' کا اصول جابجابیان فرمایا ہے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ نے بھی ''ردالمحتار'' میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔

جبکہ موجودہ دور کے بعض حضرات عوام کی سستی اور آزادی کی بنیاد پر تقلیدِ شخصی کے وجوب کے قائل ہیں، ان دونوں قسم کے اقوال میں دلائل سے ترجیح دینے کی گنجائش پائی جاتی ہے، کیونکہ یہ ایک فقہی واجتہادی مسئلہ ہے۔

اوراس سلسلہ میں اتنی زیادہ سختی وتشدد مناسب نہیں کہ اگر عوام کسی ایک مسلک کے مطابق عمل کرنے کے لیے تیار نہ ہوں، تو انہیں دوسرے مسلک کے مطابق عمل کی گنجائش نہ دی جائے، اور بالکلیہ عمل کا تارک رہنے کو گوارا کیا جائے، اس پر علماء کو توجہ دینے کی ضرورت ہے، کیونکہ بہت سے عوام کی حالت یہ ہے کہ ان کو جب کسی ایک مسلک کے مطابق پابندی کے ساتھ عمل کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے، تو وہ اصل عمل سے ہی راہِ فرار اختیار کرلیتے ہیں، ایسے میں اگر ان کو دوسرے مسلک کے مطابق عمل کی گنجائش دی جائے، تو وہ بآسانی عمل کرکے اصل فرض اور واجب کی ادائیگی کرسکتے ہیں، اور یہ بات ظاہر ہے کہ شریعت کے اصل حکم کو پورا کرنے کی اہمیت ''جوکہ شریعت کا اصل مطمحِ نظر ہے'' کسی خاص مسلک کی فروعی پابندیوں سے زیادہ اہم ہے۔

اس نکتے کی طرف موجودہ دور کے اہلِ علم واہلِ فقہ حضرات کو خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

سلاسلِ صوفیا کی حیثیت

(23 ربیع الاول 1440 ہجری)

فرمایا کہ آج کل کے بعض صوفیائے کرام، سلاسلِ صوفیا کے متعلق بہت غلو کرتے ہیں، اوران میں سے کسی سلسلے کی طرف منسوب ہونے کو ضروری قرار دیتے ہیں، حالانکہ یہ نسبت شرعاً ضروری نہیں، بلکہ محض اصطلاح ہے، اگر کوئی ان میں سے کسی کی طرف اپنے آپ کو منسوب نہ کرے، تو بھی حرج نہیں۔

چنانچہ ایک مرتبہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کے یہاں ایک غیر مقلد آئے، کچھ دن وہاں جاکر رہے، جب رخصت ہونے لگے، تو انہوں نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے کہا کہ:

میں نے کسی چیز کو یہاں خلافِ حدیث نہیں پایا، بجز (یعنی سوائے) اس کے کہ صوفیاء کے خاندانوں کی چار تقسیم، چشتیہ، نقشبندیہ وغیرہ، خلافِ سنت معلوم ہوتا ہے۔

حضرت (تھانوی رحمہ اللہ) نے فرمایا کہ اول تو یہ تقسیم کوئی شرعی نہیں، محض اصطلاح ہے، اس لیے کوئی بدعت نہیں۔

دوسرے یہ تقسیم کسی کے نزدیک بھی کوئی ضروری چیز نہیں، آپ کو کامل اختیار ہے کہ اپنے آپ کو ان میں سے کسی طرف بھی منسوب نہ کریں (ملفوظاتِ حکیم الامت، ج ۲۴، مجالسِ حکیم الامت، ص ۳۰۹ و ۳۱۰، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخِ اشاعت: 1422ہجری)

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ کا اعتدال ملاحظہ فرمایئے کہ عمر بھر صوفیائے کرام کے سلاسل اور ان کی تعلیمات کی اشاعت کے باوجود، ان سلاسلِ صوفیاء کی طرف نسبت کو غیر ضروری فرمادیا۔

لیکن آج اگر کوئی ان سلاسل کی طرف نسبت کو غیر ضروری کہے، تو بعض غالی صوفیاء اس کو اہلُ السنۃ والجماعۃ سے ہی خارج کرنے کے درپے ہو جاتے ہیں، اس طرح کا طرزِ عمل کم علمی یا غلو وتشدد پرستی پر مبنی معلوم ہوتا ہے، جس میں اعتدال پیدا کرنے کی ضرورت ہے، اور اعتدال میں ہر چیز کو اپنے مقام پر رکھا جاتا ہے، نہ تو اس کو اپنے درجے سے بڑھایا جاتا، اور نہ ہی گھٹایا جاتا، اگر آج مسلمان، اس اعتدال کو اپنی زندگی کا حصہ بنالیں، تو بہت سے جھگڑے اور قضیے ختم ہو جائیں، اور مسلمانوں کے مابین مطلوبہ اتحاد واتفاق حاصل ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

اپنی عزت کے متلاشی لوگ

(24 ربیع الاول 1440ہجری)

فرمایا کہ آج کل بہت سے لوگوں کی عجیب حالت ہے کہ وہ اپنے طرزِ عمل کو تو اس قابل بناتے نہیں کہ لوگ ان کے ساتھ اچھے طریقہ سے پیش آئیں، نہ ہی وہ دوسرے لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کرتے، البتہ ہر وقت دوسرے سے اپنی عزت کے متلاشی رہتے ہیں، اور عزت نہ ملنے پر دوسروں سے خفا و ناراض ہوتے ہیں، اور شکوہ شکایات کرتے ہیں، حالانکہ اصل

ضرورت اس بات کی ہے کہ اللہ کی طرف رجوع کریں، اصل عزت وذلت اللہ کے اختیار میں ہے، اور اپنے اخلاق واعمال کی اصلاح کریں، بالخصوص دوسرے لوگوں کے ساتھ حسنِ اخلاق کا مظاہرہ کریں، اس کے نتیجہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ دوسرے لوگ بھی ان کی عزت کریں گے۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ دوسروں کی نظر میں اپنی عزت وعقیدت پیدا کرنے کی کوشش کرنا، اور اس کی خلاف ورزی پر دوسروں سے ناراضگی وخفگی کا اظہار کرنا، تکبر وتعلّی کی علامت ہے، اور تکبر وتعلّی، خود سخت ترین بداخلاقی ہے، پھر اس کو حسنِ اخلاق سے کیسے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔

تکبر کے مقابلے میں تواضع اور عاجزی، دراصل حسنِ اخلاق میں داخل ہے، اس کو اختیار کرنے اور اس کا مظاہرہ کرنے سے دوسروں کی نظر میں عزت اور وقعت پیدا ہوتی ہے، جبکہ اس سے مقصود رضائے الٰہی ہو، یعنی تواضع وعاجزی کو اس لیے اختیار کیا جائے کہ یہ صفت، اللہ تعالیٰ کو پسند ہے، اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوسروں کی نظر میں خودبخود عزت پیدا ہوجاتی ہے، اسی لیے حدیث میں ہے کہ ''مَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ (مسلم)'' یعنی ''جو کوئی بھی اللہ کے لئے تواضع (وعاجزی) کو اختیار کرتا ہے، تو اس کو اللہ عزت ورفعت عطا فرماتا ہے''

اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ایک صاحب کو خط ارسال کرنا

(24 ربیع الاول 1440 ہجری)

فرمایا کہ بندہ کو معلوم ہوا کہ فلاں عالم صاحب، جو بندہ سے قریبی اور دیرینہ تعلق رکھتے ہیں، وہ مختلف مجالس میں بندہ کے فقہی وتحقیقی کام پر اعتراضات وشبہات کرتے رہتے ہیں، پہلے تو بندہ کو اس بات کا یقین نہیں آیا، کیونکہ عام طور پر لوگ روایات کرنے میں غلطی کرتے ہیں، جس میں بعض علماء بھی مبتلا ہیں، لیکن جب مختلف مرتبہ اس قسم کی خبروں کا بندہ کو علم ہوا، تو بندہ نے صفائی کے لیے ان عالم صاحب کو براہِ راست جوابی خط تحریر کردیا، اور اس میں بندہ نے لکھا کہ مجھے مختلف ذرائع سے اس طرح کی باتیں معلوم ہوئی ہیں، اگر یہ روایات واقع کے مطابق ہیں، تو پھر پیٹھ پیچھے ذکر کرنے کے بجائے، بندکو براہِ راست آگاہ کردیا جائے، بندہ ان امور پر غور کرلے گا، اگر کوئی قابلِ اصلاح

وقابلِ رجوع بات ہوئی، تو اصلاح و رجوع کرے گا، ورنہ نظرِ ثانی اور وضاحت کا موقعہ حاصل ہوجائے گا۔

حدیث ’’المومن مرآۃ المومن‘‘ کا تقاضا بھی یہی ہے، اور بندہ نے یہ بھی عرض کردیا کہ یہ بات بلاتکلف اس لیے تحریر کردی کہ جناب سے دیرینہ قلبی تعلق ہے، اس میں کوئی خلل واقع نہ ہو، بندہ نے جوابی لفافہ بھی ساتھ منسلک کردیا۔

اب دیکھیے کہ ان کی طرف سے کیا جواب آتا ہے۔

الحمدللہ تعالیٰ، اللہ کے فضل وکرم اور اپنے مشائخ کی ہدایات کی برکت سے بندہ قابلِ رجوع محسوس ہونے والی بات کے لیے ہمہ دم تیار ہے، اور اس میں اپنی شان کے خلاف کوئی رکاوٹ محسوس نہیں کرتا، بشرطیکہ رجوع پر اطمینان ہوجائے، لیکن کسی دوسرے کا اطمینان بندہ کے لیے کافی نہیں، اس کا تعلق بندہ کے اطمینان سے ہے۔

بعض لوگوں کو اپنی رائے پر اطمینان ہوتا ہے، لیکن دوسرے کو اس رائے پر اطمینان نہیں ہوتا، اس لیے وہ اپنے اطمینان کو دوسرے پر حجت سمجھ لیتے ہیں، جو کہ درست نہیں، ورنہ تو دوسرے کا اطمینان بھی ان کے اوپر حجت ہونا چاہیے، جس کے وہ قائل نہیں، پھر دوسرے کے لیے اس چیز کو کیوں پسند کرتے ہیں، جس کو وہ اپنے لیے پسند نہیں کرتے۔

مومن کی شان تو یہ ہے کہ وہ دوسرے کے لیے وہی چیز پسند کرے، جو اپنے لیے پسند کرے، جیسا کہ حدیث میں ہے۔ [1]

بندہ تو اسی طرزِ عمل کو پسند کرتا ہے، اور دین وفقہ کے کسی اجتہادی مسئلے میں جو رائے ’’فیما بیني وبین اللہ‘‘ صواب وراجح محسوس ہو، خواہ اول وہلہ میں خود سے تحقیق کرنے پر، یا کسی دوسرے کے آگاہ کرنے پر، اور خواہ دوسرے کی یا اپنی سابق رائے اس کے موافق ہو، یا اس کے خلاف؟ اس سے قطع

---

[1] عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله – صلى الله عليه وسلم –: " يا أبا هريرة، كن ورعا تكن أعبد الناس، وكن قنعا تكن أشكر الناس، وأحب للناس ما تحب لنفسك تكن مؤمنا، وأحسن جوار من جاورك تكن مسلما، وأقل الضحك، فإن كثرة الضحك تميت القلب (سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ۴۲۱۷)

قال شعيب الارنؤوط: حديث حسن (حاشية سنن ابنِ ماجه)

نظر کرتے ہوئے، اسی کو اختیار کرتا ہے، اور اس طرزِ عمل کو ہی شریعت میں مطلوب ومحمود سمجھتا ہے، اور اس کو اپنی یا کسی کی ذاتی اونچ نیچ کا مسئلہ نہیں بناتا۔

اللہ تعالیٰ بندہ کو اسی پر قائم رکھے۔ آمین۔

علماء کے انبیاء کا وارث ہونے کی بنیاد

(25ربیع الاول1440ہجری)

فرمایا کہ حدیث شریف میں عالم کی عابد پر ایسی فضیلت بتلائی گئی ہے، جیسی فضیلت چودھویں رات کے چاند کی تمام ستاروں پر ہوتی ہے، پھر اس حدیث میں اس کے بعد علماء کو انبیاء کا وارث قرار دیا گیا ہے، جس کی وضاحت کرتے ہوئے آگے حدیث میں فرمایا گیا کہ انبیاء دراہم ودنانیر اور سونے چاندی کی میراث چھوڑ کر نہیں جاتے، بلکہ علم کو وراثت میں چھوڑ کر جاتے ہیں، پس جس نے انبیاء کے علم کو لیا، اس نے بہت بڑا حصہ میراث کا لیا۔ [1]

سونا اور چاندی چونکہ دنیا کے ہر مال ودولت کی اصل بنیاد ہے، اس لیے دراہم اور دنانیر کا ذکر کر کے دنیا کے ہر مادی مال ودولت کو اس میں شامل کر لیا گیا ہے، جس میں کرنسی، ڈالر، پاؤنڈ، کوٹھی بنگلہ، سواری وغیرہ سب چیزیں شامل ہوگئیں، اور ان چیزوں کے مقابلے میں انبیاء کی اصل وراثت علم کو قرار دیا گیا ہے۔

ظاہر ہے کہ اس علم سے مراد، وہی علم ہے، جو اللہ کی طرف سے انبیائے کرام کو دیا جاتا ہے، جو کہ دین

[1] عن كثير بن قيس، قال: كنت جالسا مع أبي الدرداء في مسجد دمشق، فجائه رجل، فقال: يا أبا الدرداء، إني جئتك من مدينة الرسول -صلى الله عليه وسلم- لحديث بلغني أنك تحدثه، عن رسول الله - صلى الله عليه وسلم -، ما جئت لحاجة .قال: فإني سمعت رسول الله -صلى الله عليه وسلم- يقول: " من سلك طريقا يطلب فيه علما سلك الله عز وجل به طريقا من طرق الجنة، وإن الملائكة لتضع أجنحتها رضا لطالب العلم، وإن العالم ليستغفر له من في السماوات ومن في الأرض والحيتان في جوف الماء، وإن فضل العالم على العابد كفضل القمر ليلة البدر على سائر الكواكب، وإن العلماء ورثة الأنبياء، وإن الأنبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما، ورثوا العلم، فمن أخذه أخذ بحظ وافر (سنن ابی داود، رقم الحديث ٣٦٤١، باب الحث على طلب العلم)

قال شعيب الارنؤوط: حسن بشواهده (حاشية سنن ابی داود)

کا علم ہے، اور وہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو وحی کے ذریعہ سے عطا کیا جاتا ہے۔

پھر حدیث میں علم کا تو ذکر کیا گیا، لیکن عمل کا ذکر نہیں کیا گیا، جس سے اس طرف اشارہ ہے کہ جس کے پاس انبیائے کرام کا علم ہے، وہ عالم ہے، اور وہ انبیاء کا وارث ہے، اس کے علم کی بہرحال قدر کرنی چاہئے کہ عظیم الشان ہستیوں کا وارث ہے۔

رہا عمل کا معاملہ، تو عمل دراصل اس علمِ میراث کی قدر دانی ہے، پس جس کو انبیاء کا نفسِ علم حاصل ہوگیا، اس کو انبیاء کی نفسِ میراث حاصل ہوگئی، اور جتنا علم حاصل ہوا، اسے اتنی ہی میراث حاصل ہوئی، جس طرح دنیا کے مال میں قریب اور دور کے رشتہ داروں کی حیثیت سے، کم یا زیادہ میراث کی مقدار حاصل ہوتی ہے، پھر جس نے اس علم پر عمل کیا، اس نے اس وراثت والے مال کی قدر کی، اور جس نے اس پر عمل نہیں کیا، اس نے اس وراثت والے مال کی ناقدری کی، جس طرح مادی مال کا کوئی وارث، میراث کے مال کی قدر کرتا ہے، اس کو صحیح جگہ اور کارِ خیر میں استعمال کرتا ہے، اس کا غلط استعمال نہیں کرتا، اور کوئی دوسرا وارث، میراث کے مال کو صحیح مصرف میں خرچ نہیں کرتا، اور اس کی قدر نہیں کرتا، اسی طرح نفسِ عالم اور عالم باعمل کی حیثیت ہے۔

جس کی تائید اسی حدیث کے ان الفاظ سے بھی ہوتی ہے، جن میں عالم کی عابد پر عظیم فضیلت بیان کی گئی ہے، ظاہر ہے کہ عبادت کا تعلق بھی عمل سے ہے، اور جس میں علم وعبادت دونوں جمع ہوں گی، اس کی حیثیت چاند اور ستاروں کے مجموعہ کی ہوگی، کہ یہ بڑی روشنی ہے، اور عبادت کی شکل میں مختلف اعمال اس کے اردگرد ستاروں کی مانند ہیں۔

اسی طرح ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ:

فضل العالم على العابد كفضلي على أدناكم (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۶۸۵) [1]

یعنی ''عالم کی فضیلت، عبادت گزار پر ایسی ہے، جیسا کہ میری فضیلت، تمہارے ادنیٰ

[1] عن أبي أمامة الباهلي، قال: ذكر لرسول الله صلى الله عليه وسلم رجلان أحدهما عابد والآخر عالم، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: فضل العالم على العابد كفضلي على أدناكم (سنن الترمذي، رقم الحديث ۲۶۸۵)

درجے کے شخص پر''

اس حدیث میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم کی فضیلت، عابد پر، ہونے کو اپنی مثال کے ساتھ بیان فرمایا، اس کی وجہ بھی وہی وراثتِ علم ہے، جس کا ذکر کیا گیا۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

''مجھے علم کی فضیلت، عبادت سے زیادہ محبوب ہے'' [1]

اس طرح کی احادیث سے علم اور عالم کی فضیلت، عبادت اور عابد پر بالکل ظاہر و باہر ہے۔

اور ابتدائی حدیث کے آخر میں علم کے لینے کو ''بڑا حصہ'' بتلا کر اس طرف اشارہ کر دیا گیا کہ سونے اور چاندی وغیرہ جیسے دنیا کی مادی مال و دولت کی میراث، انبیاء کی میراث کے مقابلہ میں بہت چھوٹی، ادنیٰ اور حقیر چیز ہے، لہٰذا عظیم میراث کو حاصل کرنے کی فکر و اہتمام نہ کرنا اور غیر عظیم بلکہ حقیر میراث کی فکر و اہتمام کرنا عقلمندی نہیں۔

خلاصہ یہ کہ علمِ نبوی، دراصل میراثِ نبوی ہے، اسی علمِ نبوی کے حصول پر نبوی میراث کا دارومدار ہے، لہٰذا علمِ نبوی کو حاصل کرنے کا اہتمام اور جستجو کرنی چاہیے، جس کا اصل خزانہ اور جوہر یا سرچشمہ ''قرآن وسنت'' میں ہے، اور باقی شرعی و دینی علوم کے چشمے اسی سے پھوٹے ہیں۔

اللہ فہمِ سلیم عطا فرمائے۔ آمین۔

---

[1] عن الحكم، عن مصعب بن سعد بن أبي وقاص، عن أبيه، عن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: فضل العلم أحب إلي من فضل العبادة، وخير دينكم الورع (مستدرک حاکم، رقم الحديث ۳۱۴)

قال الذهبي في التلخيص: على شرطهما.

نقشہ اوقاتِ نماز، سحر و افطار (برائے راولپنڈی و اسلام آباد شہر)

(مسجدوں، مدرسوں، دفتروں اور گھروں کے لئے یکساں مفید)

جاری کردہ:

ادارہ غفران، چاہ سلطان، راولپنڈی۔ 051-5507270-55075030

مقالات ومضامین مولانا شعیب احمد

سود... دینی ودنیاوی خسارہ

اللہ تعالیٰ نے جن امور کو حرام قرار دیا ہے ان میں سے ایک بڑا حرام سود ہے۔ سود کی قباحت اور برائی جاننے کے لیے اتنی بات ہی کافی ہے کہ سودی معاملات میں ملوث شخص کے ساتھ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلانِ جنگ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ (سورة البقرة، رقم الآية: ٢٧٩)

''پس اگر تم نے ایسا نہ کیا (یعنی سود کو نہ چھوڑا) تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلانِ جنگ سن لو'' (بقرہ)

سودی معاملات پر اگر فقط اتنا ہی عتاب ہوتا تو بھی یہ فعل شدید مذموم اور قابلِ ترک تھا، لیکن اس فعل کی مزید برائی ایک حدیث میں یوں بیان کی گئی ہے کہ:

" لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آكِلَ الرِّبَا، وَمُؤْكِلَهُ وَشَاهِدَهُ وَكَاتِبَهُ " (سنن أبی داود بأسناد حسن، رقم الحديث: ٣٣٣٣، كتاب البيوع)

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے پر، کھلانے والے پر، سودی معاملات میں گواہ بننے والے پر اور سودی معاملات کو لکھنے والے پر لعنت فرمائی'' (ابوداؤد)

سود ایک ایسا گناہ ہے جس میں ملوث شخص کے لیے اللہ کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسے فرد پر لعنت ہے۔ اس سے سود کی برائی اور قباحت روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے۔

لیکن افسوس کہ موجودہ دور میں ہم مسلمانوں کا ہی ایک طبقہ سود کو چھوڑنے پر بالکل بھی آمادہ اور تیار نہیں اور وہ تجارت ومعیشت کے استحکام کے لیے سود کو ناگزیر خیال کرتا ہے۔

آج ہم تجارت کے استحکام اور معیشت کے دوام کی بات کرتے ہیں، اور یہ بھول جاتے ہیں کہ ہم اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں جن کے گھر دو دو ماہ چولہا نہیں جلتا تھا۔ اور بسا اوقات تو فاقہ کا یہ عالَم ہو جاتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی بھوک مٹانے کے لیے کوئی باسی چیز بھی میسر نہیں آتی

تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بڑے دکھ سے یہ بات کہتے ہیں کہ:

"لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَظَلُّ الْيَوْمَ يَلْتَوِي، مَا يَجِدُ دَقَلًا يَمْلَأُ بِهِ بَطْنَه" (مسلم، رقم الحديث: ۲۹۷۸، كتاب الزهد والرقاق)

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے حال میں دیکھا ہے کہ آپ پورا پورا دن بھوک کی بے قراری میں گزار دیتے تھے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی ردی کھجور بھی نہ ملتی جس کے ذریعہ اپنا پیٹ بھر سکیں" (مسلم)

یہ ماجرا تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی اوران کے گھر والوں کا تھا۔ اس کے علاوہ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے متعدد صحابہ اور کئی ساتھیوں کا حال بھی اس سے کچھ مختلف نہ تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب شام تشریف لے گئے تو وہاں کے گورنر حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے کہنے لگے کہ مجھے اپنے گھر لے چلیے۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ وہاں کیا کریں گے، میرے گھر میں کسمپرسی کا عالَم دیکھ کر آپ کے آنسو بہہ پڑیں گے۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اصرار پر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ان کو اپنے گھر لے گئے۔ جب وہ ان کے گھر میں داخل ہوئے تو قابلِ ذکر مال ومتاع اور ساز وسامان نظر نہ آیا۔ حیرت سے پوچھنے لگے کہ آپ کا ساز و سامان کہاں ہے؟ مجھے تو ایک بستر، رکابی اور مشکیزہ کے سوا کچھ نظر نہیں آرہا، حالانکہ آپ گورنر ہیں۔ آپ کے کھانے پینے کا سامان کہاں ہے؟ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ اٹھ کر ایک تاریک گوشے کی طرف گئے اور سوکھی روٹی کے چند ٹکڑے لے آئے کہ یہ میرا کھانا ہے۔ یہ سب ماجرا دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ جس پر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے کہ امیر المؤمنین! میں نے آپ سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ میرا حال دیکھ کر آپ کے آنسو بہہ پڑیں گے۔ [1]

سلف صالحین کے ایسے واقعاتِ زہد سے تاریخ بھری پڑی ہے۔ اُن حضرات کو اگر مطلب تھا تو فقط اللہ

---

[1] عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عمر: أن عمر حين قدم الشام، قال لأبی عبيدة: اذهب بنا إلى منزلک، قال: وما تصنع عندی؟ ما تريد إلا أن تُعصِّر عينيک علی: قال: فدخل، فلم ير شيئا، قال: أين متاعک؟ لا أری إلا لبدا وصحفة وشنا، وأنت أمير، أعندک طعام؟ فقام أبو عبيدة إلى جونة، فأخذ منها كسيرات، فبكی عمر، فقال أبو عبيدة: قد قلت لک: إنک ستعصر عينيک علیَّ يا أمير المؤمنين، يكفيک ما يبلغک المقبل. قال عمر: غيرتنا الدنيا كلنا غيرک يا أبا عبيدة (تاريخ الاسلام للذهبی، ج۳ص۱۸۷، باب سيرة علی بن أبی طالب)

کی رضا سے۔ رہی دنیا، تو وہ ملے یا نہ ملے انہیں اس کی کچھ خاص پرواہ نہ تھی۔ بقولِ امیر مینائی ع

فنا کیسی بقا کیسی جب اُس کے آشنا ٹھہرے

جب اللہ سے لَو لگ جائے، اور رب سے تعلق مضبوط ہو جائے تو پھر امیری کیا اور فقیری کیا؟ پھر محلات اور جھونپڑیاں انسان کے لیے برابر ہو کر رہ جاتی ہیں۔ پھر فقر و فاقہ بھی انسان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ بلکہ پھر انسان گدائی میں بھی ایک لذت محسوس کرتا ہے۔ اللہ کے نیک بندوں کو یہ دولت بکثرت حاصل ہوا کرتی ہے اور اسی لیے ان میں سے اکثر اللہ کی رضا کی خاطر اپنی ضرورت سے زائد حلال مال جمع کرنا بھی گوارا نہیں کرتے، اور ایک ہم ہیں کہ اللہ کی رضا کی خاطر سود جیسی قبیح برائی کو بھی چھوڑنے پر آمادہ اور تیار نہیں۔ حالانکہ فقط سود کو چھوڑ دینے سے انسان پر فاقہ کی نوبت ہرگز بھی نہیں آتی۔ ہاں اتنا ضرور ہوگا کہ بظاہر مال میں کچھ کمی واقع ہو جائے گی اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ آمدن کا تناسب پہلے سے کم ہو جائے۔ لیکن اس کم آمدن میں برکت شاملِ حال ہوگی اور اس کے برعکس سودی آمدن خواہ کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو وہ دیمک زدہ لکڑی کی طرح کھوکھلی ہوتی ہے اور برکت سے بالکل خالی۔ قرآن ہمیں بتلاتا ہے کہ:

"يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ" (سورة البقرة، رقم الآية: ٢٧٦)

"اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے" (بقرہ)

ہمیں دیکھنے میں لگتا ہے کہ بظاہر سود سے مال میں اضافہ ہو جاتا ہے لیکن قرآن کی تصریح کے مطابق اللہ تعالیٰ سود کو گھٹاتے ہیں جس کی وجہ سے مال میں یقیناً کمی واقع ہو جاتی ہے۔ یہی حقیقت ایک حدیث سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ سود کا مال خواہ کتنا زیادہ ہی کیوں نہ ہو جائے، اس کا انجام قلت اور افلاس ہی ہوا کرتا ہے۔ [1]

مال میں کمی اس کے ضائع اور برباد ہو جانے کی شکل میں بھی ہو سکتی ہے جو ہمارے ہاں متصور ہے۔ تاہم یہ بھی ممکن ہے کہ مال تلف اور ہلاک تو نہ ہو لیکن اس کی منفعت، فوائد اور ثمرات ختم یا بے اثر ہو کر رہ جائیں، اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس پر بھی قادر ہیں کہ مال کو تو باقی رکھیں لیکن اس سے فائدہ اٹھانا

---

[1] عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: الربا وإن كثر فإن عاقبته تصير إلى قل. (المستدرك للحاكم بأسناد صحيح، رقم الحديث: ٢٢٦٢، كتاب البيوع)

انسان کو نصیب ہی نہ ہو۔ واقعہ دراصل یہ ہے کہ مال یعنی سونا، چاندی اور کرنسی بذاتِ خود مقصود ہی نہیں۔ کیونکہ انسان اس کو نہ تو کھا سکتا ہے، نہ پی سکتا ہے، نہ پہن سکتا ہے اور نہ اس میں سفر کر سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ مال کی حقیقت اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ یہ راحت و آرام کے حصول کا محض ایک ذریعہ ہے اور بس۔ اس کو کمانے اور محفوظ کرنے کا مقصد فقط یہی ہوتا ہے کہ ان ذرائع سے انسان کی زندگی خوشگوار بن سکے اور ہر طرح کا راحت و آرام اسے میسر آ سکے۔ اب اگر کسی کو تھوڑے مال میں ہی خوشگوار اور راحت و آرام والی زندگی مِل جائے تو اس کا مال باوجود تھوڑا ہونے کے نفع بخش ثابت ہوا، اور اگر کوئی انسان مال زیادہ ہونے کے باوجود خوشگوار اور راحت بھری زندگی سے محروم رہے، تو اس کے مال کی کثرت اور فراوانی آخر کس کام کی؟ مال سے انسان اسبابِ راحت تو خرید سکتا ہے لیکن راحت و آرام کا میسر آنا فقط اسباب پر ہی موقف نہیں ہوا کرتا۔

آپ کسی ایسے امیر آدمی کی حالت پر غور کریئے، جس کو بدخوابی کا عارضہ لاحق ہو گیا ہو۔ وہ اپنے مال کے ذریعہ نیند کے اسباب خرید سکتا ہے۔ یعنی اس کے بس میں ہے کہ عمدہ سے عمدہ بستر کا انتظام کرے اور اعلیٰ سے اعلیٰ نیند کی دواؤں کو اپنے استعمال میں رکھے۔ لیکن عین ممکن ہے کہ ان تمام انتظامات کے باوجود نینداس سے دور کھڑی ہنستی رہے اور وہ ہنوز بے خوابی کا شکار رہے۔ اسی طرح ایک ایسا بیمار شخص کہ مال و دولت جس کے گھر کی باندی ہو، وہ اپنے علاج کی خاطر اچھے سے اچھے ہسپتال کو منتخب کرتا ہے اور قابل سے قابل ڈاکٹر کو خرید لیتا ہے۔ لیکن ان اسباب کو اختیار کرنے کے باوجود اس بات کا امکان موجود ہے کہ اسے شفا سے محروم ہی رہنا پڑے، کیونکہ ہم پیسوں سے دوا تو خرید سکتے ہیں مگر شفا نہیں۔

ایسے مناظر اور اشخاص کا مشاہدہ کرنے کے بعد یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے کہ مال و دولت سے انسان اسبابِ راحت کا بیوپار تو کر سکتا ہے لیکن فقط ان اسباب سے راحت کا مِل جانا یقینی اور لازمی نہیں ہوا کرتا۔

الغرض مال میں کمی اور قلت کی صورتیں مختلف ہوتی ہیں جو سود کے نتیجہ میں جنم لے لیتی ہیں۔ سود کا اخروی اور دینی نقصان تو ہوتا ہی ہے، اس کے ساتھ ساتھ سود خور اپنی دنیاوی زندگی بھی خراب کر بیٹھتا ہے۔ لہٰذا سود کی لعنت سے اپنے آپ کو بچانا اور اپنی معیشت و تجارت کو سود سے پاک کرنا ہمارے دنیاوی و اخروی فوائد کے لیے از بس ضروری ہے۔

بسلسلہ: تاریخی معلومات مولانا طارق محمود

ماہِ ذوالقعدۃ: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ ذیقعدہ ۸۵۱ھ: میں حضرت احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبدالملک بن زین احمد مصری شافعی قسطلانی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی (الضوء اللامع لأهل القرن التاسع للسخاوی، ج ۲ ص ۱۰۳)

□......ماہِ ذیقعدہ ۸۵۱ھ: میں حضرت حافظ شہاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبدالملک بن احمد بن محمد بن حسین بن علی قسطلانی مصری شافعی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی۔

(شذرات الذهب فی أخبار من ذهب لابی الفلاح عبدالحیی عکری حنبلی، ج ۱۰ ص ۱۷۱)

□......ماہِ ذیقعدہ ۸۵۱ھ: میں حضرت ابوبکر بن احمد بن محمد بن عمر بن محمد بن عبدالوہاب بن محمد بن ذؤیب بن شرف اسدی دمشقی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۹۴)

□......ماہِ ذیقعدہ ۸۵۲ھ: میں حضرت شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن بن عوض بن منصور طندتائی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۱۵۲)

□......ماہِ ذیقعدہ ۸۵۳ھ: میں حضرت ابوالیمن محمد بن محمد بن علی نویری شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۱۶۶)

□......ماہِ ذیقعدہ ۸۵۴ھ: میں حضرت قاضی ابوالبقاء محمد بن احمد بن ضیاء مکی حنفی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۱۳۷)

□......ماہِ ذیقعدہ ۸۵۸ھ: میں حضرت قوام الدین محمد بن محمد بن قوام رومی دمشقی حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۱۶۶)

□......ماہِ ذیقعدہ ۸۶۱ھ: میں حضرت عزالدین محمد بن عبداللہ بن محمد بن مالکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی ،ص ۱۵۱)

□......ماہِ ذیقعدہ ۸۶۲ھ: میں حضرت قاضی رضی الدین ابوالفضل محمد بن رضی الدین محمد بن

احمد بن عبداللہ بن بدر بن بدری بن عثمان دمشقی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی۔
(شذرات الذهب فی أخبار من ذهب لابی الفلاح عبدالحیی عکری حنبلی، ج١٠ ص٢٩٢)

□......ماہِ ذیقعدہ ٨٦٥ھ: میں حضرت احمد بن محمد بن محمد بن عمر بن رسلان بلقینی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی، ص٩٠)

□......ماہِ ذیقعدہ ٨٦٨ھ: میں حضرت شہاب الدین احمد بن محمد بن ابی بکر ابن المؤید رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی(شذرات الذهب فی أخبار من ذهب لابی الفلاح عبدالحیی عکری حنبلی، ج١٠ ص٣٨٢)

□......ماہِ ذیقعدہ ٨٦٨ھ: میں حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالواث بن محمد بن عبدالوارث بن محمد بن عبدالعظیم بن یحییٰ بن حسن بن موسیٰ بکری مصری مالکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔
(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی، ص١٢٤)

□......ماہِ ذیقعدہ ٨٦٩ھ: میں حضرت احمد بن علی بن عمر بن محمد بن علی بن قنان شہاب اشدی قرشی عینی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(التحفة اللطیفة فی تاریخ المدینة الشریفة للسخاوی، ج١ ص١٢٢)

□......ماہِ ذیقعدہ ٨٨١ھ: میں حضرت سیف الدین محمد بن محمد بن عمر بن قطلو بغا بکتمری حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(بغیة الوعاة فی طبقات اللغویین والنحاة للسیوطی، ج١ ص٢٣١)

□......ماہِ ذیقعدہ ٨٨٢ھ: میں حضرت احمد بن عبدالقادر بن عبدالوہاب قرشی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی(الضوء اللامع لأهل القرن التاسع للسخاوی، ج١ ص٣٥٠)

□......ماہِ ذیقعدہ ٨٨٤ھ: میں حضرت شہاب الدین ابومحی الدین احمد بن عبدالقادر بن محمد بن طریف شاوی قاہری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔
(الطبقات السنیة فی تراجم الحنفیة لتقی الدین بن عبد القادر الغزی، ص١١٤)

□......ماہِ ذیقعدہ ٨٨٤ھ: میں حضرت ابوذر موفق الدین احمد بن ابراہیم بن محمد بن خلیل طرابلسی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی، ص٣٠)

□......ماہِ ذیقعدہ ٨٩١ھ: میں حضرت برہان الدین ابراہیم بن علی بن محمد بن محمد بن حسین بن علی قرشی مخزومی مکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(نظم العقیان فی أعیان الأعیان للسیوطی، ص٢٠)

علم کے مینار — اسلامی فقہ کی ابتدائی تاریخ وترویج (قسط14) — مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

عہدِ تابعین وتبع تابعین میں فقہ کی تدوین وترویج

گزشتہ اقساط میں عہدِ رسالت اوراس کے بعد عہدِ صحابہ میں فقہ وفتاویٰ کی تدوین وترویج کا ذکراور اس ضمن میں اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے اہلِ فتاویٰ وفقہاء صحابہ اورصحابیات کے متعلق تفصیل ذکر کی گئی، اوراس سلسلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی روایات اورفتاویٰ اور اس سلسلہ میں ان کی خدمات کا تفصیل کے ساتھ ذکر ہوا۔

فقہ کی تدوین وترویج کا یہ سلسلہ عہد صحابہ کے بعد خیرُ القرون کے دوسرے اور تیسرے دور یعنی تابعین اور پھر تبع تابعین کی طرف منتقل ہوتا ہے۔

چنانچہ اس سلسلہ میں عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ جب ''عبادلہ اربعہ'' یعنی **حضرت عبداللّٰہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عمرو بن عاص** اور**عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم** اس دنیا سے رحلت فرما گئے، تو فقہ کا علم ان حضرات کے شاگردوں کے ذریعہ مختلف ملکوں اورعلاقوں میں پھیل گیا۔

چنانچہ ان حضرات کی وفات کے بعد مکہ کے فقیہ اور مفتی ''**عطاء بن أبی رباح**'' تھے، مدینہ کے فقیہ ومفتی ''**سعید بن مسیب**'' اہلِ یمن کے ''**امام طاؤس**'' اہلِ یمامہ کے ''**یحییٰ بن کثیر**'' اہلِ کوفہ کے ''**ابراھیم نخعی**'' اہلِ بصرہ کے ''**حسن بصری**'' اہلِ شام کے ''**امام مکحول**'' اوراہلِ خراسان کے فقیہ ومفتی ''**عطاء خراسانی**'' رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین تھے۔ [1]

---

[1] وقال عبد الرحمن بن زيد بن أسلم: لما مات العبادلة – عبد الله بن عباس، وعبد الله بن الزبير، وعبد الله بن عمرو بن العاص –؛ صار الفقه فى جميع البلدان إلى الموالى؛ فكان فقيه أهل مكة عطاء بن أبى رباح، وفقيه أهل اليمن طاوس، وفقيه أهل اليمامة يحيى بن أبى كثير، وفقيه أهل الكوفة إبراهيم، وفقيه أهل البصرة الحسن، وفقيه أهل الشام مكحول، وفقيه أهل خراسان عطاء الخراسانى، إلا المدينة فإن الله خصها بقرشى، فكان فقيه أهل المدينة سعيد بن المسيب غير مدافع (اعلام الموقعين، ج ۱، ص ۱۸، فصل من صارت إليه الفتوى من التابعين)

ان حضرات میں عطاء بن ابی رباح اور سعید بن مسیّب رحمہما اللہ کو تابعین میں ایک خاص مقام حاصل تھا، اوران ادوار میں ان بزرگ تابعین کی وجہ سے مکہ ومدینہ مرجع خلائق تھا، حضرت سعید بن مسیّب کو صحابۂ کرام کے آخری زمانہ میں بھی ایک خاص مقام حاصل تھا۔

اورعطاء بن ابی رباح کا شمار امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے کبار شیخ میں بھی ہوتا ہے، اور سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کے متعلق یحیٰ بن سعید فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سعید بن مسیّب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس سے سلام کرتے ہوئے گزرے، تو حضرت عبداللہ بن عباس اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے، اور فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج ان کو (یعنی سعید بن مسیّب) کو دیکھتے، تو بہت خوش ہوتے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی کا رشتہ حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے منعقد فرمایا، اس طرح آپ کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ کی دامادی کا شرف حاصل ہوا، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب کبھی ان کو دیکھتے، تو فرمایا کرتے کہ ''میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو اور مجھے جنت کے بازار میں بھی ایسے ہی اکٹھا فرمائے''، اسی بناء پر سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کی اکثر روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہیں۔ [1]

علامہ ابنِ قیم رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب ''اعلام الموقعین'' میں عہد صحابہ کے بعد فقیہ و اصحابِ فتویٰ تابعین و تبع تابعین کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ ان حضرات نے کن کن شہروں میں دینی وعلمی خدمات سرانجام دیں، ذیل میں اس کا خلاصہ ذکر کیا جاتا ہے۔

جن میں حرمین شریفین کی درسگاہوں کو خاص مقام حاصل تھا، اور یہ دونوں درسگاہیں مذہبی علوم کے اصل مراکز سمجھے جاتے تھے، متعدد مشائخ فقہ وحدیث کی تکمیل کے لیے دور دراز سے سفر کر کے مکہ و مدینہ تشریف لایا کرتے تھے، ان دنوں مکہ ومدینہ میں درس وتدریس کا نہایت زور تھا، متعدد شیوخِ

---

[1] وقال مالک عن يحيى بن سعيد عن سعيد بن المسيب قال: مررت بعبد الله بن عمر، فسلمت عليه ومضيت، قال: فالتفت إلى أصحابه فقال: لو رأى رسول الله – صلى الله عليه وسلم – هذا لسره، فرفع يديه جدا وأشار بيده إلى السماء .وكان سعيد بن المسيب صهر أبى هريرة، زوجه أبو هريرة ابنته، وكان إذا رآه قال: أسأل الله أن يجمع بينى وبينک فى سوق الجنة، ولهذا أكثر عنه من الرواية (اعلام الموقعين، ج ١، ص ١٨، فصل من صارت إليه الفتوى من التابعين)

حدیث جوفنِ حدیث میں کمال رکھتے تھے، ان میں سے اکثر صحابہ کرام یا پھر دوسرے بزرگ تابعین سے سند یافتہ تھے، ان کی الگ الگ درسگاہیں قائم تھی، اوراس طرح مکہ ومدینہ، علم حدیث اوراس کے علاوہ دیگر علوم کا اصل منبع ومآخذ تھا۔

مدینہ منورہ کے شیوخ

مدینہ اس وقت فقہ وحدیث کے علم میں، صحابہ کے بعد تابعین کے گروہ میں سے سات اشخاص کا مرجع تھا کہ جن کو ''فقہائے سبعہ'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے، اوران کے فتاویٰ مستند ومعتبر مانے جاتے تھے، ان کے نام درجِ ذیل ہیں:

(1)......سعید بن مسیب (ان کا ذکر ماقبل میں گزر چکا)

(2)......مشہور فقیہ ومحدث، اور حضرت ابوبکر صدیق کے نواسے ''عروۃ بن زبیر بن عوام''(3)...... قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق (4)......خارجۃ بن زید (5)......ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ھشام (6)...... سلیمان بن یسار (7)......عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبۃ رحمھم اللہ۔ [1]

نیز ان کے معاصرین میں یہ حضرات فقہ وفتویٰ میں مشہور تھے۔

(1)......ابان بن عثمان بن عفان (2)......سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطاب (3)......نافع مولیٰ عبداللہ بن عمر بن خطاب (4)......ابوسلمۃ بن عبدالرحمن بن عوف (5)......علی بن حسین رحمھم اللہ۔ [2]

---

[1] وكان المفتون بالمدينة من التابعين: ابن المسيب، وعروة بن الزبير، والقاسم بن محمد، وخارجة بن زيد، وأبا بكر بن عبد الرحمن بن حارث بن هشام، وسليمان بن يسار، وعبيد الله بن عبد الله بن عتبة بن مسعود، وهؤلاء هم الفقهاء، وقد نظمهم القائل فقال:

إذا قيل من فی العلم سبعة أبحر ...روايتهم ليست عن العلم خارجه

فقل هم عبيد الله عروة قاسم ...سعيد أبو بكر سليمان خارجه

(اعلام الموقعين، ج ١، ص ١٩، فصل فقهاء المدينة المنورة)

[2] مدینہ کے فقہاء سبعہ میں سے ابوبکر بن الرحمٰن بن حارث کے متعلق بعض حضرات کا اختلاف ہے، چنانچہ بعض حضرات نے ان کی جگہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے بیٹے ابوسلمہ کو شمار کیا ہے، جبکہ بعض نے سالم بن عبداللہ بن عمر کو شمار کیا ہے ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

جبکہ ان حضرات کے بعد تبع تابعین میں سے مدینہ منورہ میں اصحابِ فتاویٰ یہ حضرات تھے۔

(1)......ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم اوران کے دونوں بیٹے محمد بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم اورعبداللّٰہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم (2)......عبداللّٰہ بن عمر بن عثمان اوران کے بیٹے محمد بن عبداللّٰہ بن عمر بن عثمان (3)......عبداللّٰہ بن محمد بن حنفیۃ (4)......حسین بن محمد بن حنفیۃ (5)......جعفر بن محمد بن علی (6)......عبدالرحمن بن قاسم بن محمد بن ابوبکر (7)......محمد بن منکدر (8)......ابنِ شہاب زہری رحمہم اللّٰہ تعالیٰ۔

منقول ہے کہ محمد بن نوح نے اما زہری کے فتاویٰ فقہی ترتیب وابواب پر تین ضخیم جلدوں میں جمع کیے تھے، ان حضرات کے معاصرین میں مدینہ منورہ میں اور بھی کئی اصحابِ فتویٰ موجود تھے، جن کی تفصیل کتب میں موجود ہے۔ [1]

مکہ مکرمہ کے شیوخ

مکہ مکرمہ بھی اس وقت فقہ وحدیث کے علم میں مرجع خلائق تھا، یہاں کے اہلِ فقہ وفتویٰ میں جن حضرات کو نمایاں مقام حاصل تھا، ان میں مشہور تابعی **''عطاء بن ابی رباح رحمہ اللّٰہ''** اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے غلام **''عکرمۃ''** سرِ فہرست ہیں۔

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

واختلف فی السابع فقیل هو أبو سلمة بن عبد الرحمن بن عوف وهو قول الأكثر، وقيل هو سالم بن عبد الله بن عمر بن الخطاب، وقيل هو بكر بن عبد الرحمن بن الحارث بن هشام المخزومی (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج ۱، ص ۳۶۴، تحت العنوان: الفقهاء السبعة)

[1] وكان من أهل الفتوى أبان بن عثمان، وسالم، ونافع وأبو سلمة بن عبد الرحمن بن عوف، وعلى بن الحسين .وبعد هؤلاء أبو بكر بن محمد بن عمرو بن حزم، وابناه محمد وعبد الله، وعبد الله بن عمر بن عثمان وابنه محمد، وعبد الله والحسين ابنا محمد بن الحنفية، وجعفر بن محمد بن علی، وعبد الرحمن بن القاسم بن محمد بن أبی بكر، ومحمد بن المنكدر، ومحمد بن شهاب الزهری، وجمع محمد بن نوح فتاويه فی ثلاثة أسفار ضخمة على أبواب الفقه، وخلق سوى هؤلاء (اعلام الموقعين، ج ۱، ص ۱۹، فصل فقهاء المدينة المنورة)

چنانچہ عطاء بن ابی رباح شیخ الاسلام اور مفتی الحرم کے لقب سے جانے جاتے تھے، آپ کی ولادت حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کی دورِ خلافت میں ہوئی تھی، آپ متعدد صحابۂ کرام کی خدمت میں رہے، اوران کی صحبت سے فیض حاصل کیا، آپ نے حضرت عائشہ، ام سلمہ اور ام ہانی، ابو ہریرہ، ابنِ عباس، حکیم بن حزام، صفوان بن امیہ، ابن زبیر، عبد اللہ بن عمرو، ابنِ عمر، جابر اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم اجمعین جیسے کبار صحابۂ کرام سے حدیث سنی تھی۔ [1]

جبکہ حضرت عکرمہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے غلام اور شاگرد تھے، حضرت ابنِ عباس نے نہایت توجہ اور کوشش سے ان کی تعلیم وتربیت کی تھی، متعدد صحابۂ کرام سے شرفِ تلمذ اور روایت کی سعادت حاصل تھی۔ [2]

ان کے بعد درجِ ذیل حضرات فقہ وفتاویٰ میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔

(1)......شیخ المفسرین، تلمیذ ابن عباس "مجاهد بن جبر" (2)......مفتی مکہ عمرو بن دینار (3)......فقہ اور روایتِ حدیث کے کبار تابعی "طاوس بن کیسان" (4)......امام الحرم والشیخ "عبدالله بن ابی ملیكة" (5)......مشہور مفسر اور واعظ "عبيد بن عمير" (6)......مشہور مکی تابعی "عبدالرحمن بن سابط" [3]

---

[1] عطاء بن أبي رباح أسلم القرشي مولاهم......الإمام، شيخ الإسلام، مفتي الحرم، أبو محمد القرشي مولاهم المكي.....ولد :في أثناء خلافة عثمان .حدث عن :عائشة، وأم سلمة، وأم هانىء، وأبي هريرة، وابن عباس، وحكيم بن حزام، ورافع بن خديج، وزيد بن أرقم، وزيد بن خالد الجهني، وصفوان بن أمية، وابن الزبير، وعبد الله بن عمرو، وابن عمر، وجابر، ومعاوية، وأبي سعيد، وعدة من الصحابة (مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه للذهبي، ص ١٩)

[2] عكرمة أبو عبد الله القرشي مولاهم، العلامة، الحافظ، المفسر، أبو عبد الله القرشي مولاهم، المدني، البربري الأصل، قيل :كان لحصين بن أبي الحر العنبري، فوهبه لابن عباس.
حدث عن :ابن عباس، وعائشة، وأبي هريرة، وابن عمر، وعبد الله بن عمرو، وعقبة بن عامر، وعلي بن أبي طالب (سير اعلام النبلاء، ج۵، ص ١٢ ،تحت رقم الترجمة ٩)

[3] وكان المفتون بمكة عطاء بن أبي رباح، وطاوس بن كيسان، ومجاهد بن جبر، وعبيد بن عمير، وعمرو بن دينار، وعبد الله بن أبي مليكة، وعبد الرحمن بن سابط، وعكرمة (اعلام الموقعين، ج ا، ص ١٩، فصل فقهاء مكة)

ان کے بعد درجِ ذیل بزرگ تابعین کا شمار ہوتا تھا:

(1)......ابو الزبیر مکی (2)......عبداللّٰہ بن خالد بن اسید (3)...... عبدالله بن طاؤس۔

ان کے بعد ان حضرات کے شاگردوں میں درج ذیل تابعین و تبع تابعین حضرات کا شمار ہوتا تھا:

(1)......فقیہ حرم عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج (2)......سفیان بن عیینة (3)......مسلم بن خالد زنجی (4)......سعید بن سالم القداح (5)...... محمد بن ادریس الشافعی (6)......عبداللّٰہ بن زبیر حمیدی (7)...... ابراھیم بن موسیٰ الشافعی (8)...... موسیٰ بن ابی جارود۔

مکہ مکرمہ میں فقہ و فتویٰ میں مرجع تھے۔ [1]

مذکورہ بالا سطور میں حرمین شریفین کی ان بزرگ ہستیوں کے صرف نام ذکر کرنے پر اکتفاء کیا گیا ہے، ورنہ ان میں سے ہر ایک اپنے وقت کا امام اور مرجع الخلائق تھا، زمانہ بھی خیر القرون کا تھا، حدیث و فقہ کی روایت، اور ان کی خدمت، زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت میں ہر ایک نمایاں مقام رکھتا تھا، ان کے واقعات سے کتبِ سیر وسوانح بھری ہوئی ہیں، تاہم مذکورہ بالا سطور میں ان کا صرف نام اور بعض حضرات کا مختصر تعارف ذکر کیا گیا، تاکہ ان کی خدمات کا خاکہ احاطہ میں آ سکے، تفصیل کے لیے متعلقہ کتب کی طرف مراجعت کی جاسکتی ہے۔

تابعین اور تبع تابعین میں سے بہت سے حضرات مکہ و مدینہ کے علاوہ عالمِ اسلام کے مختلف علاقوں مثلاً کوفہ، بصرہ، بغداد، شام، یمن، مصر، اندلس وغیرہ کی طرف سفر اور ہجرت کر کے بھی گئے، اور ان علوم کی نشر و اشاعت کا بیڑہ اٹھایا، جن کے نام نامی اور مختصر تعارف کا ذکر، ان شاء اللہ آئندہ سطور میں کیا جائے گا۔ (جاری ہے)

---

[1] ثم بعدهم أبو الزبير المكى، وعبد الله بن خالد بن أسيد، وعبد الله بن طاوس. ثم بعدهم عبد الملك بن عبد العزيز بن جريج، وسفيان بن عيينة، وكان أكثر فتواهم فى المناسك، وكان يتوقف فى الطلاق. وبعدهم مسلم بن خالد الزنجى، وسعيد بن سالم القداح. وبعدهما الإمام محمد بن إدريس الشافعى، ثم عبد الله بن الزبير الحميدى، وإبراهيم بن محمد الشافعى ابن عم محمد، وموسى بن أبى الجارود، وغيرهم (اعلام الموقعين، ج ١، ص ١٩، فصل فقهاء مكة)

تذکرۂ اولیاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط40) مفتی محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی غزوۂ اُحد میں شرکت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے، قرآن مجید، احادیثِ مبارکہ اور سنتِ مطہرہ میں مختلف مقامات پر اس کا ذکر ملتا ہے۔

اسلام کا دوسرا بڑا غزوہ یا جہاد، غزوۂ احد ہے، جو شوال سنہ 3 ہجری میں واقع ہوا، غزوۂ احد کا مختصر طور پر ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے، اور اس کے تفصیلی واقعات احادیث وروایات میں موجود ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، غزوۂ احد میں بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے۔

چنانچہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

احد کے دن جب ہم مشرکوں کے مقابلہ پر گئے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیر اندازوں کی ایک جماعت مقرر کی، اور اس پر عبداللہ (بن جبیر) کو سردار مقرر کیا، اور فرمایا کہ تم اس جگہ سے نہ ہٹنا، اگر تم ہمیں مشرکوں پر غالب دیکھو، تب بھی اس جگہ نہ ہٹنا، اور اگر تم ہمیں مشرکوں سے مغلوب دیکھو، تب بھی ہماری مدد کے لئے نہ آنا۔ پھر جب ہماری اور کافروں کی جنگ ہوئی تو وہ میدان چھوڑ کر بھاگنے لگے، یہاں تک کہ میں نے (مشرکوں کی) عورتوں کو دیکھا کہ پنڈلیاں کھولے اور پائنچے چڑھائے پہاڑ پر بھاگ رہی ہیں، اور ان کی پازیبیں چمک رہی ہیں، تو عبداللہ (بن جبیر) کے ساتھی کہنے لگے کہ مالِ غنیمت، مالِ غنیمت۔ عبداللہ (بن جبیر) نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید کی تھی کہ کسی حال میں اپنی جگہ مت چھوڑنا، مگر اُن کے ساتھی نہ مانے، آخر مسلمانوں کے منہ پھر گئے اور ستر (مسلمان) شہید ہوگئے، اور ابوسفیان نے ایک بلند جگہ پر چڑھ کر پکارا، کیا محمد (زندہ) ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے جواب نہ دو، پھر ابوسفیان نے کہا کہ کیا ابوقحافہ کے بیٹے (ابوبکر زندہ) ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ اسے جواب نہ دو، پھر ابوسفیان نے کہا کیا خطاب کے بیٹے (عمر زندہ) ہیں، پھر ابوسفیان نے کہا کہ یہ سب مارے گئے، اگر زندہ ہوتے تو جواب دیتے، یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ سے ضبط نہ ہوسکا، اور عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ کے دشمن! تو جھوٹا ہے، اللہ نے تجھے رُسوا ہونے کے لئے بچالیا ہے، ابوسفیان نے نعرہ لگایا اے ہبل! تو بلند اور اونچا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم بھی جواب دو، صحابہ نے پوچھا کہ کیا جواب دیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہو اللہ بلند و بالا اور بزرگ ہے، ابوسفیان نے کہا ہمارے لئے (ہمارا معبود) عزیٰ ہے، اور تمہارے پاس عزیٰ نہیں ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو جواب دو، صحابہ نے پوچھا کہ کیا جواب دیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہو اللہ ہمارا مددگار ہے، اور تمہارا مددگار کوئی نہیں، ابوسفیان نے کہا کہ آج کے دن بدر کا بدلہ ہوگیا، لڑائی ڈول کی طرح ہے (ہار جیت رہتی ہے) اور تم کو میدان میں بہت سی ایسی لاشیں ملیں گی، جن کے ناک کان کٹے ہوں گے، میں نے یہ حکم نہیں دیا تھا اور نہ مجھے اس کا افسوس ہے (بخاری) [1]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی ایک دوسری روایت میں ہے کہ تیراندازوں کی جماعت

---

[1] عن البراء رضی الله عنه، قال: لقينا المشركين يومئذ، وأجلس النبی صلی الله عليه وسلم جيشا من الرماة، وأمر عليهم عبد الله، وقال: لا تبرحوا، إن رأيتمونا ظهرنا عليهم فلا تبرحوا، وإن رأيتموهم ظهروا علينا فلا تعينونا فلما لقينا هربوا حتى رأيت النساء يشتددن فی الجبل، رفعن عن سوقهن، قد بدت خلاخلهن، فأخذوا يقولون: الغنيمة الغنيمة، فقال عبد الله: عهد إلی النبی صلی الله عليه وسلم أن لا تبرحوا، فأبوا، فلما أبوا صرف وجوههم، فأصيب سبعون قتيلا، وأشرف أبو سفيان فقال: أفی القوم محمد؟ فقال: لا تجيبوه فقال: أفی القوم ابن أبی قحافة؟ قال: لا تجيبوه فقال: أفی القوم ابن الخطاب؟ فقال: إن هؤلاء قتلوا، فلو كانوا أحياء لأجابوا، فلم يملک عمر نفسه، فقال: كذبت يا عدو الله، أبقى الله عليک ما يخزيک، قال أبو سفيان: اعل هبل، فقال النبی صلی الله عليه وسلم: أجيبوه قالوا: ما نقول؟ قال: " قولوا: الله أعلى وأجل "قال أبو سفيان: لنا العزى ولا عزى لكم، فقال النبی صلی الله عليه وسلم: أجيبوه قالوا: ما نقول؟ قال: قولوا الله مولانا، ولا مولى لكم قال أبو سفيان: يوم بيوم بدر، والحرب سجال، وتجدون مثلة، لم آمر بها ولم تسؤنی (بخاری، رقم الحديث ۴۰۴۳، باب غزوة احد)

پچاس افراد پر مشتمل تھی۔ [1]

مذکورہ حدیث سے غزوۂ اُحد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شرکت اور آپ کی شجاعت معلوم ہوئی۔

قرآن مجید میں بھی غزوۂ اُحد کے کچھ حالات اور ان کی بعض حکمتوں کا ذکر آیا ہے۔

چنانچہ سورہ آلِ عمران میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اور یقیناً تم سے اللہ نے سچ کر دکھایا اپنی (مدد کا) وعدہ، جبکہ تم ان (مشرکوں) کو اس کے حکم سے قتل کر رہے تھے، یہاں تک کہ جب تم (خود ہی) کمزور پڑ گئے، اور باہم جھگڑنے لگے، اور نافرمانی کی بعد اس کے کہ اللہ نے تمہیں دکھا دیا تھا جو کچھ کہ تم پسند کرتے تھے، بعض تم میں وہ تھے جو دنیا چاہتے تھے، اور بعض تم میں ایسے تھے جو آخرت چاہتے تھے، پھر اللہ نے تم کو ان سے ہٹا لیا، تاکہ تمہاری (پوری) آزمائش کرے، اور

---

[1] حدثنا أبو إسحاق، أن البراء بن عازب قال: جعل رسول الله صلى الله عليه وسلم على الرماة يوم أحد، وكانوا خمسين رجلا، عبد الله بن جبير قال: ووضعهم موضعا وقال: " إن رأيتمونا تخطفنا الطير، فلا تبرحوا حتى أرسل إليكم، وإن رأيتمونا ظهرنا على العدو وأوطأناهم، فلا تبرحوا حتى أرسل إليكم "،قال: فهزموهم .قال: فأنا والله رأيت النساء يشتددن على الجبل، وقد بدت أسوقهن وخلاخلهن رافعات ثيابهن، فقال أصحاب عبد الله بن جبير: الغنيمة أى قوم الغنيمة، ظهر أصحابكم، فما تنظرون؟ فقال عبد الله بن جبير: أنسيتم ما قال لكم رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ قالوا: إنا والله لنأتين الناس، فلنصيبن من الغنيمة، فلما أتوهم، صرفت وجوههم، فأقبلوا منهزمين، فذلك الذى يدعوهم الرسول فى أخراهم، فلم يبق مع رسول الله صلى الله عليه وسلم غير اثنى عشر رجلا، فأصابوا منا سبعين رجلا، وكان رسول الله صلى الله عليه وسلم وأصحابه أصاب من المشركين يوم بدر أربعين ومائة: سبعين أسيرا، وسبعين قتيلا .فقال أبو سفيان: أفي القوم محمد؟ أفي القوم محمد؟ أفي القوم محمد؟ ثلاثا، فنهاهم رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يجيبوه، ثم قال: أفي القوم ابن أبى قحافة؟ أفي القوم ابن أبى قحافة؟ أفي القوم ابن الخطاب؟ أفي القوم ابن الخطاب؟ ثم أقبل على أصحابه، فقال: أما هؤلاء، فقد قتلوا وقد كفيتموهم، فما ملك عمر نفسه أن قال: كذبت والله يا عدو الله، إن الذين عددت لأحياء كلهم، وقد بقى لك ما يسوئك، فقال: يوم بيوم بدر،والحرب سجال، إنكم ستجدون فى القوم مثلة لم آمر بها، ولم تسؤنى، ثم أخذ يرتجز: اعل هبل، اعل هبل .فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " ألا تجيبونه؟ "قالوا: يا رسول الله، وما نقول؟ قال: " قولوا: الله أعلى وأجل ."قال: إن العزى لنا، ولا عزى لكم، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " ألا تجيبونه؟ "قالوا: يا رسول الله، وما نقول؟ قال: " قولوا: الله مولانا ولا مولى لكم "(مسند احمد، رقم الحديث ١٨٥٩٣)

قال شعيب الارنؤوط:إسناده صحيح على شرط الشيخين(حاشية مسند احمد)

اللہ نے یقیناً تمہیں معاف کردیا، اور اللہ ایمان والوں کے حق میں بڑا فضل والا ہے۔ (وہ وقت یاد کرو) جب تم چڑھے جارہے تھے، اور مڑ کر بھی کسی کو نہ دیکھتے تھے اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) تم کو پکار رہے تھے، تمہارے پیچھے کی جانب سے، سو (اللہ نے) تمہیں غم دیا غم کے بدلے میں، تاکہ تم رنجیدہ نہ ہوا کرو اس چیز پر جو تمہارے ہاتھ سے نکل جائے اور نہ اس مصیبت سے جو تم پر پڑے، اور اللہ تمہارے کاموں سے خوب خبردار ہے۔ پھر اللہ نے اس غم کے بعد تمہارے اوپر راحت نازل کی (یعنی) غنودگی کہ اس کا تم میں سے ایک جماعت پر غلبہ ہورہا تھا، اور ایک جماعت وہ تھی کہ اسے اپنی جانوں کی پڑی ہوئی تھی، یہ اللہ کے بارے میں خلافِ حقیقت خیالات، جاہلیت کے خیالات قائم کررہے تھے، یہ کہہ رہے تھے، کہ ہمارا کچھ اختیار چلتا ہے؟ آپ کہہ دیجئے کہ اختیار تو سارا اللہ کا ہے، یہ لوگ دلوں میں ایسی باتیں چھپائے ہوئے ہیں، جو آپ پر ظاہر نہیں کرتے کہتے ہیں (اور وہ یہ) کہ کچھ ہمارا اختیار بھی چلتا، تو ہم یہاں نہ مارے جاتے، آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم گھروں میں ہوتے (جب بھی) وہ لوگ تو جن کے لیے قتل مقدر ہو چکا تھا، اپنی قتل گاہوں کی طرف نکل ہی پڑتے، اور (یہ سب اس لیے ہوا) کہ اللہ تمہارے باطن کی آزمائش کرے، اور تاکہ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے صاف کردے اور اللہ باطن کی باتوں کو خوب جانتا ہے۔ یقیناً تم میں سے جو لوگ اس دن پھر گئے تھے جس دن کہ دونوں جماعتیں باہم مقابل ہوئی تھیں، یہ اس سبب سے ہوا کہ شیطان نے انہیں ان کے بعض کرتوتوں کے سبب لغزش دے دی تھی، اور بیشک اللہ انہیں معاف کرچکا ہے، یقیناً اللہ بڑا مغفرت والا ہے، بڑا حلم والا ہے (سورۃ آل عمران، آیات نمبر ۱۵۲ تا ۱۵۵)

مذکورہ آیات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غزوۂ احد میں مسلمانوں کو جو حالات پیش آئے، اُن میں اللہ تعالیٰ کی بڑی حکمتیں تھیں، جن میں مصائب پر صبر اور دلوں کی صفائی بھی شامل ہے، اور غزوۂ احد میں مسلمانوں سے جو کچھ لغزش ہوئی، اسے اللہ تعالیٰ معاف فرما چکے ہیں۔

پیارے بچو!

مولانا محمد ریحان

ایک عجیب کھلونا

پیارے بچو! ایک بچہ تھا۔ اس کا نام اسامہ تھا۔ وہ گھر میں اپنا کام ختم کرنے کے بعد اپنے کھلونوں سے کھیلا کرتا تھا۔ اس کے پاس تھوڑے بہت کھلونے تھے جن سے وہ کھیلتا تھا۔ اس کے ابو ایک سفر پر گئے ہوئے تھے۔ جب اسامہ کے ابو سفر سے واپس آئے تو اس کے لیے مختلف کھلونے لے کر آئے۔ ان کھلونوں میں ایک کھلونا وہ بھی تھا جو اسامہ کو بہت پسند تھا۔ وہ کھلونا اس طرح کا تھا کہ وہ مختلف حصوں میں تھا، جب اس کے مختلف ہوتے آپس میں ایک خاص طریقے سے جوڑے جاتے تو ایک لمبے گول پل کی طرح وہ بن جاتا جو گول دائرہ میں اوپر سے گومتا ہوا نیچے کی طرف آتا۔ اس کھلونے سے اس طرح کھیلا جاتا تھا کہ اس کے مختلف حصوں کو آپس میں جوڑا جاتا تھا اور جب وہ پل جیسی شکل اختیار کر لیتا تو اس میں ایک گول چھوٹی سی بال اوپر سے ڈالی جاتی جو اس پل میں سے ہوتی ہوئی گھومتی گھومتی نیچے زمین پر آ گرتی۔

اسامہ نے جب وہ کھلونا دیکھا تو حرص میں جلدی جلدی کھلونے کے مختلف حصوں کو آپس میں جوڑنے لگا۔

اسامہ نے کھلونے کا آخری حصہ جوڑا اور اس میں اوپر سے بال ڈالی، لیکن کیا تھا وہ بال نیچے زمین تک نہ پہنچی بلکہ اوپر سے ہی سیدھا زمین پر دھڑام سے گر گئی۔ اس نے دوبارہ بال ڈالی لیکن پھر سے اسی طرح ہوا۔ اب کی بار اسامہ غور سے دیکھ رہا تھا کہ کیا معاملہ ہے بال پل میں سے ہوتی ہوئی نیچے تک کیوں نہیں آتی۔ اس نے اپنے جی ہی جی میں کہا اور سوچنے لگا:

”کوئی نہ کوئی تو وجہ ایسی ہے جس کی وجہ سے بال نیچے نہیں پہنچ پا رہی“

اس نے کھلونے کے ڈبے پر بنی ہوئی کھلونے کی تصویر کو دیکھا۔ تصویر کو دیکھتا گیا اور کوشش کی کہ کھلونے کے حصے اسی طرح جڑیں جس طرح تصویر میں جڑے ہوئے ہیں۔ اسامہ سارے حصے جوڑ کر کھڑا ہوا، پھر اس نے بال پل کے اوپر والے حصے میں ڈالی تا کہ وہ نیچے تک آ جائے، لیکن کیا

تھا اس بار پھر بال نیچے تک نہ آئی بلکہ درمیان میں ہی رک گئی۔ کھلونے کا وہ حصہ اپنی جگہ نہیں جڑا تھا جہاں بال رکی تھی، اس لیے بال نیچے نہ پہنچ پائی۔

اسامہ یہ کہتے ہوئے سوچنے لگا:

''اے اللہ! میں اسے کبھی نہ جوڑ پاؤں گا، آخر اسے کیسے جوڑوں؟''

اسے اب بہت شرمندگی اور مایوسی محسوس ہوئی۔ اس نے بہت محنت کی اور اپنے ننھے ننھے ہاتھوں سے کھلونے کے چھوٹے چھوٹے حصوں کو کافی وقت لگا کر جوڑا تھا۔ وہ اب بہت غمگین تھا اور اپنا کھیل چھوڑنے ہی والا تھا۔ اب اسامہ بہت تھک گیا تھا۔ لیکن پھر اس نے سوچا کہ اب تک جو محنت کی اس کا کیا ہوگا؟ اب کی بار وہ بہت گہری سوچ میں چلا گیا تھا اور غور سے کھلونے کے ڈبے پر بنی ہوئی کھلونے کی تصویر کو دیکھ رہا تھا۔ ایک نظر وہ اپنے ہاتھوں سے جوڑے ہوئے کھلونے کو دیکھتا اور ایک نظر ڈبے پر بنی ہوئی کھلونے کی تصویر کو۔

پھر اسے ایک دم خیال آیا کہ کھلونے کے ڈبے کے اندر ہدایت نامہ بھی ہوتا ہے۔ اس نے جلدی سے وہ ہدایت نامہ نکالا اور اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ ایک ایک حصہ کر کے اس نے کھولنا شروع کیا تاکہ اسے معلوم ہو سکے کہ کونسا پرزا غلط جگہ پر لگا ہے۔ اسامہ کھلونے کے حصے الگ الگ کر ہی رہا تھا کہ اچانک خوشی سے بول اٹھا:

''مجھے پتا چل گیا!''

اسامہ نے پیلے رنگ کا حصہ درمیان میں صحیح جگہ نہ لگایا تھا جس کی وجہ سے بال اوپر سے ہی باہر گر جاتی یا رُک تھی۔ اسامہ کو اب سمجھ میں آ گیا تھا کہ کیا مسئلہ ہے۔ اب کی بار اسے یقین تھا اور سوچ رہا تھا:

''اب لگتا ہے کہ صحیح ہے''

اسامہ نے سارے حصے دوبارہ کھولے تاکہ اب انہیں صحیح طرح جوڑ سکے۔ اب وہ بیٹھا ہوا تھا اور کھلونے کے حصے جوڑنے کے لیے تیار تھا۔ بیٹھا بیٹھا وہ بال کی طرف بھی دیکھ رہا تھا اور بال سے کہہ رہا تھا:

''اب ان شاء اللہ میں تمہیں کھلونے سے نیچے تک پہنچاؤں گا۔''

اندر دل ہی دل میں وہ ڈر بھی رہا تھا اور کھلونے کے حصوں اور بال کی طرف متوجہ ہو کر کہہ رہا تھا۔

”ٹھیک سے جڑ جانا اور صحیح طرح نیچے پہنچ جانا۔“

ساتھ ہی اسامہ اللہ سے بھی دعاء کر رہا تھا:

”اے اللہ! اس کے صحیح طرح بنانے میں میری مدد کیجیے، آپ ان لوگوں کی مدد کرتے ہیں جو کوشش کرتے ہیں۔“

اسامہ نے بال اوپر سے ڈالی اور پہلے پُل سے گزرتی ہوئی نیچے والی منزل میں آئی اور گھومتی گھومتی سیدھی نیچے آ گئی۔ یہ دیکھ کر اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا اور خوشی سے اچھلنے لگا۔

پھر دوسری مرتبہ اس نے دوبارہ بال اوپر سے ڈالی جو کہ گھومتی گھومتی دوبارہ نیچے تک آ گئی۔

پیارے بچو! امید اور کوشش کبھی مت چھوڑو، جب بھی کوئی مشکل سامنے آئے تو اس کے حل کے بارے میں سوچو، کوشش کرو، نہ ہو پھر سوچو اور کوشش کرو، پھر سوچو اور کوشش کرو۔ اس طرح کرنے سے ایک لمحہ ایسا آئے گا کہ آپ کامیاب ہو جاؤ گے۔

TOYOTA GENUINE PARTS
حافظ احسن: 0322-4410682
HONDA GENUINE PARTS

اشرف آٹوز

ٹویوٹا اور ہنڈا کے جینین اور رپلیسمنٹ باڈی پارٹس دستیاب ہیں

4318-C
چوک گوالمنڈی، راولپنڈی
Ph: 051- 5530500
5530555

حافظ الیاس حافظ اسامہ
گلی نمبر 6، ہاری سٹریٹ، منٹگمری پارک، لاہور
0313-4410682
0333-4410682

ashrafautos.rawalpindi@gmail.com
Join us f on ashrafautos.rawalpindi

بزمِ خواتین (عورت کا تقدس اور حقوق نسواں کا فریب: قسط29) مفتی طلحہ مدثر

ایک سے زیادہ شادیاں کرنا(حصہ سوم)

معزز خواتین! گزشتہ دو اقساط میں یہ بات بتائی جا چکی ہے، کہ قرآن مجید کی کوئی ایسی واضح آیت نہیں ہے، جس میں ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کا حکم دیا گیا ہو، اسی طرح ایسی کوئی حدیث بھی نہیں ہے، جس میں صراحت کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سے زیادہ شادیوں کو سنت قرار دیا ہو، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سے زیادہ شادیاں کرنا اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ کا ایک سے زیادہ شادیاں کرنا ضرورت پر مبنی تھا، جس کی وضاحت کی جا چکی ہے۔

اب بعض حضرات کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ کچھ علماء تو اس کو سنت قرار دیتے ہیں، اور اس کی تبلیغ بھی کرتے ہیں اور اس کی ترغیب بھی دیتے ہیں، تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ اپنی رائے میں اس عمل کو سنت سمجھتے ہیں، اور ان کی رائے کے احترام کے ساتھ ہمیں ان کی رائے سے اختلاف کرنے کا حق ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام یا ائمہ اربعہ میں سے کسی سے بھی ایک سے زیادہ شادی کے سنت ہونے کا قول بندہ کے علم میں نہیں آیا، بعض علماء، بخاری میں موجود حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے ارشاد "**فتزوج فإن خير هذه الأمة أكثرها نساء**" کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں، کہ اس سے زیادہ شادیاں کرنا افضل معلوم ہوتا ہے جبکہ محدثین نے صراحت کے ساتھ اس حدیث کی تشریح میں یہ بات ذکر فرمائی ہے کہ یہاں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی مراد یہ نہیں ہے کہ جس کی بیویاں زیادہ ہوں گی وہ افضل ہوگا، بلکہ مقصود صرف نکاح کی ترغیب دینا ہے، اور یہاں مراد یہ بتانا ہے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس امت میں سب سے بہتر تھے، اس کے باوجود بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سے زیادہ شادیاں فرمائیں، لہٰذا نکاح سے الگ رہنا، خلافِ سنت عمل ہے، یہی وجہ ہے کہ اگر پوری حدیث پڑھی جائے، تو واضح ہو جائے گا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ بات حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے جواب میں فرمائی تھی، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے پوچھا کہ آپ نے شادی کر لی

ہے؟ ،انہوں نے جواب دیا نہیں ،تب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا شادی کرلو، کیونکہ اس امت کے سب سے بہترین شخص (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کی اس امت میں سب سے زیادہ بیویاں تھیں، چنانچہ محدثین میں علامہ ابن حجر، علامہ عینی، علامہ قسطلانی، ابن ملقن ،ابنِ بطال وغیرہ نے یہی تشریح ذکر کی ہے،اہلِ علم حضرات مراجعت کر سکتے ہیں۔

غریب کوایک سے زیادہ شادیوں کاحکم فرمانے کی حدیث

اس بات میں کوئی شبہ نہیں کہ نکاح کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق میں فراخی عطا کرنے کے اسباب میں سے ایک سبب ہے، جیسے صدقہ کرنا، حسنِ اخلاق وغیرہ دیگر اعمال رزق میں فراخی کے اسباب ہیں، لیکن اس سلسلے میں بہت سی غیر مستند باتیں بھی عوام میں مشہور ہیں چنانچہ بعض لوگوں میں یہ واقعہ مشہور ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوکر فقراور رزق میں تنگی کی شکایت کی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نکاح کرلو، یہ حدیث خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نقل کی ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں، کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فقر کی شکایت کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے شادی کرنے کا حکم فرمایا۔ [1]

اس حدیث کی سند میں ''سعید بن محمد'' راوی انتہائی کمزور ہے، جس کی وجہ سے یہ روایت نا قابلِ اعتبار ہے، جس سے کسی عمل کی فضیلت پر بھی استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

اسی طرح ایک واقعہ لوگوں میں یہ مشہور ہے کہ، نبی صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی نے آکر حالات کی تنگی کی شکایت کی ،تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کرنے کا حکم فرمایا، تو اس نے شادی کرلی، اس نے کچھ عرصہ بعد دوبارہ شکایت کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری شادی کا حکم فرمایا، تو اس نے دوسری شادی کرلی، اس نے کچھ عرصہ بعد پھر شکایت کی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسری شادی کا حکم فرمایا، اس نے تیسری شادی بھی کرلی، کچھ عرصہ بعد وہ دوبارہ شکایت کے

---

[1] عن جابر .قال: جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم يشكو إليه الفاقة، فأمره أن يتزوج(تاريخ بغداد، ج ١ ص ٣٨٢،تحت ترجمه محمد بن أحمد بن نصر، أبو جعفر الفقيه الشافعي)

لیے حاضر ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چوتھی شادی کا حکم فرمایا، اس نے چوتھی شادی کر لی، جس کے بعد اس کے حالات میں فراخی پیدا ہو گئی، اور رزق میں وسعت ہو گئی۔

اس طرح کی حدیث کا کتب حدیث میں کوئی ذکر ہی نہیں ہے، بلکہ یہ خود ساختہ اور بے اصل حدیث ہے، جس کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نسبت کرنا خطرناک ہے، لہٰذا اس واقعہ سے استدلال تو کجا، اس کو حدیث سمجھنا ہی غلط ہے۔

عدنان احمد خان
0345-5067603

الفہد فوڈز کوکنگ سنٹر

دوکان نمبر K-93، ظفر الحق روڈ، نزد بوبی پان شاپ، کمیٹی چوک، راولپنڈی
فون: 051-5961624

پروپرائیٹر: وسیم ریاض

ریاض سٹیل فرنیچر اینڈ الماری سنٹر

ہمارے ہاں الماری، کیبنٹ، سیف، آفس فرنیچر وغیرہ دستیاب ہیں

Tel: 051-5500104
Ph: 051-5962645
Mob: 0333-5585721

دوکان نمبر: M-76,77
وارث خان بس سٹاپ، راولپنڈی

اچھے اخلاق والا، نبی ﷺ کا سب سے زیادہ محبوب ومقرب

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِی مَجْلِسٍ :أَلَا أُخْبِرُکُمْ بِأَحَبِّکُمْ إِلَیَّ وَأَقْرَبِکُمْ مِنِّیْ مَجْلِسًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ یَقُوْلُھَا قُلْنَا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ أَحْسَنُکُمْ أَخْلَاقًا(صحیح ابنِ حبان، رقم الحدیث 485، اسنادہٗ حسن، حاشیۃ ابنِ حبان)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں فرمایا کہ کیا میں تمہیں یہ نہ بتلادوں کہ تم میں مجھے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن میری مجلس کے سب سے زیادہ قریب کون ہوگا؟ یہ بات آپ نے تین مرتبہ فرمائی۔ ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! بتلایئے، تو آپ نے فرمایا کہ تم میں سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے (ابنِ حبان)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس ونشست کے سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے، جن کے اخلاق سب سے زیادہ اچھے ہوں گے۔

اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اچھے اخلاق والا شخص، لوگوں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے (ابنِ حبان، 486)

عارف فوڈز

حاجی محمد عارف
0300-5131250
0315
0322-5503460
حاجی عمران

حاجی امجد
0300-5198823
0315
حاجی کامران
0321-5353160
0312

L-72 بالمقابل ملکوں کا قبرستان
ظفر الحق روڈ، راولپنڈی
051-5503326-5504434-5503460

گلی نمبر 64، بالمقابل چوہدری ڈینٹل کلینک
چاہ سلطان روڈ، امر پورہ، راولپنڈی
051-5502260-5702260

حسنِ خلق، عظیم درجات اور بدخلقی انتہائی تنزلی کا باعث

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الْعَبْدَ لَیَبْلُغُ بِحُسْنِ خُلُقِہٖ عَظِیْمَ دَرَجَاتِ الْآخِرَۃِ، وَشَرَفَ الْمَنَازِلِ، وَإِنَّـہُ لَضَعِیْفُ الْعِبَادَۃِ، وَإِنَّـہُ لَیَبْلُغُ بِسُوْءِ خُلُقِہٖ أَسْفَلَ دَرْکٍ مِنْ جَھَنَّمَ وَھُوَ عَابِدٌ

(معرفة الصحابه لابی نعیم)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک بندہ اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے آخرت کے عظیم درجات اور بلند مقامات تک پہنچ جاتا ہے، حالانکہ وہ عبادت میں کمزور ہوتا ہے، اور بے شک بندہ اپنے بُرے اخلاق کی وجہ سے جہنّم کے نچلے درجے میں پہنچ جاتا ہے، حالانکہ وہ عبادت گزار ہوتا ہے (ابونعیم، حدیث نمبر775،طبرانی کبیر754)

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بندہ اچھے اخلاق کی وجہ سے عبادت میں کمزور ہونے کے باوجود آخرت کے عظیم درجات اور بلند مقامات تک پہنچ جاتا ہے۔

اور بُرے اخلاق کی وجہ سے عبادت میں مضبوط ہونے کے باوجود انتہائی نیچے درجہ تک گرجاتا ہے۔

حسنِ خلق اور لمبی خاموشی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

لَقِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَبَا ذَرٍّ، فَقَالَ: یَا أَبَا ذَرٍّ، أَلاَ أَدُلُّکَ عَلٰی خَصْلَتَیْنِ ھُمَا أَخَفُّ عَلَی الظَّھْرِ، وأَثْقَلُ فِی الْمِیْزَانِ مِنْ غَیْرِھِمَا؟ قَالَ: بَلٰی، یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ: عَلَیْکَ بِحُسْنِ الْخُلُقِ، وَطُوْلِ الصَّمْتِ، فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ مَا عَمِلَ الْخَلاَئِقُ عَمَلاً أَحَبَّ إِلَی اللّٰہِ مِنْھُمَا (المعجم الأوسط للطبرانی، رقم الحدیث 7103)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کی حضرت ابوذر سے ملاقات ہوئی، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوذر! کیا میں تمہیں دو ایسی خصلتیں نہ بتلادوں؛ کہ جن کو اُٹھانا (اور اُن پر عمل کرنا) بہت ہلکا ہے، اور یہ دونوں دوسری خصلتوں کے مقابلہ میں میزانِ عمل میں زیادہ بھاری ہیں؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ضرور بتلایئے! تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے اوپر حسنِ خلق (یعنی اچھے اخلاق) اور لمبی خاموشی کو لازم کرلو، اور قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے کہ ان دونوں خصلتوں سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو کوئی عمل محبوب نہیں (طبرانی)

لمبی خاموشی کی وجہ سے انسان فحش، قبیح اور بُری باتوں سے محفوظ ہوجاتا ہے، کیونکہ زبان کے ساتھ اچھے اور برے اخلاق کا گہرا تعلق ہے، اس لیے لمبی خاموشی کی وجہ سے انسان بہت سے گناہوں سے بچ جاتا ہے۔

CANNON PRIMAX PLUS

15 سالہ گارنٹی

051-5517039
0300-8559001

نذیر سنز

Cannon not selling a mattress but a good night sleep

418۔خان بلڈنگ بابو بازار، صدر راولپنڈی

زبان اور شرمگاہ کی حفاظت پر جنت کی ضمانت

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : مَنْ يَّضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ (بخاری، رقم الحدیث 6474)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مجھے اپنے دونوں جبڑوں کے درمیان والی چیز (یعنی زبان) کی اور اپنے دونوں پیروں کے درمیان والی چیز (یعنی شرم گاہ) کی (حفاظت کی) ضمانت (وذمہ داری) دیدے، تو میں اُس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں (بخاری)

زبان اور شرم گاہ کی ضمانت سے مراد یہ ہے کہ زبان کو گناہوں سے بچانا ہے، جس میں زبان سے قبیح اور بُرا کلام کرنا بھی داخل ہے، اور حرام کھانا بھی داخل ہے؛ اور شرم گاہ کی حفاظت سے مراد شرم گاہ کو زنا اور دوسرے گناہوں سے بچانا ہے۔

اور ایک دوسری حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زبان اور شرمگاہ جہنم میں کثرت سے داخلہ کا سبب ہوں گی (سنن الترمذی، حدیث نمبر 2004)

زبان کے ساتھ بداخلاقی کا گہرا تعلق ہے، اور زبان کے واسطہ سے شرم گاہ کے ساتھ بھی، کیونکہ بہت سی شہوانی ونفسانی باتیں ابتداءً زبان سے ہی سرزد ہوتی ہیں، جو کہ بعد میں بعض دفعہ زنا اور اس جیسے دوسرے قبیح گناہوں کا سبب بنتی ہیں۔

نیو عباسی الیکٹرونکس

بااختیار ڈیلر
Dawlance
CORONA
UNITED

فریج، ڈیپ فریز، واشنگ مشین، جوسر، استری، گیزر، کچن کی تمام ورائٹی
بہترین ہوم سروس دی جاتی ہے

Deals in: All kind of Electric & Gas Appliances

شہناز پلازہ، چاندنی چوک، مری روڈ راولپنڈی۔فون: 051-4906381, 0321-5365458

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

انگوٹھی پہننے کا حکم (قسط2)

انگوٹھی کی مقدار ونوعیت سے متعلق چند عبارات

اب چاندی کی انگوٹھی اوراس کی کمیت وکیفیت کے سلسلے میں چند محدثین وفقہائے کرام کی عبارات ملاحظہ فرمائیں۔

’’شرحُ الطیبی‘‘ کا حوالہ

شرفُ الدین حسین بن عبداللہ طیبی (المتوفٰی:743ہجری)’’مشکاۃُ المصابیح‘‘ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ:

قوله:(ولا تتمه مثقالا)(خط): هذا نهي إرشاد على الورع؛ لأنه أبعد من السرف(شرح المشکاۃ للطیبی، ج۹ص۲۹۱۶، کتاب اللباس، باب الخاتم)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ’’اس کو ایک مثقال پورا نہ کریں‘‘ یہ’’نہیِ ارشاد‘‘ ہے، جوتقویٰ پر محمول ہے، کیونکہ اس میں اسراف سے زیادہ حفاظت پائی جاتی ہے(شرح الطیبی)

اس سے معلوم ہوا کہ جس روایت میں ایک مثقال یااس سے زیادہ کی ممانعت کا ذکر ہے، اگراس کو معتبر مان لیا جائے، تو اس میں ممانعت، خلافِ اولیٰ یا مکروہ تنزیہی درجہ کی ہے، مکروہِ تحریمی یا حرام درجہ کی نہیں۔

’’لمعاتُ التنقیح‘‘ کا حوالہ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (المتوفٰی:1052ہجری)’’مشکاۃُ المصابیح‘‘ کی شرح میں

فرماتے ہیں کہ:

وقوله: (ولا تتمه مثقالا) فالأولى أن يكون الخاتم أقل من مثقال؛ لأنه أبعد من السرف (لمعات التنقيح فی شرح مشكاة المصابيح لعبدالحق الدهلوی، ج۷ص۳۸۸، کتاب اللباس، باب الخاتم)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ ’’اس کو ایک مثقال پورا نہ کریں‘‘ پس بہتر یہ ہے کہ چاندی کی انگوٹھی ایک مثقال سے کم ہو، کیونکہ اس میں اسراف سے زیادہ حفاظت پائی جاتی ہے (لمعاتُ التنقیح)

اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ ایک مثقال سے زیادہ وزن کی انگوٹھی کا مرد کو پہننا گناہ نہیں، البتہ بہتر نہیں۔

’’شرحُ المصابیح‘‘ کا حوالہ

محمد بن عزالدین ابن الملک حنفی (المتوفی:854ہجری) ’’شرحُ المصابیح‘‘ میں فرماتے ہیں کہ:

"فقال: اتخذه من ورق ولا تتمه مثقالا"، وهذا نهي إرشاد على الورع، فإن الأولى أن يكون الخاتم أقل من مثقال؛ لأنه من السرف أبعد، وإلى التواضع أقرب، فإن أتمه مثقالا، أو زاد عليه جاز (شرح المصابيح لابن الملك، ج۵ص۱۴۱، كتاب اللباس، باب الخاتم)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’چاندی کی انگوٹھی بنالیں، اور ایک مثقال سے کم رکھیں‘‘ یہ ’’نہیِ ارشاد‘‘ ہے، جو تقویٰ پر محمول ہے، پس بہتر یہ ہے کہ چاندی کی انگوٹھی ایک مثقال سے کم ہو، کیونکہ اس میں اسراف سے زیادہ حفاظت پائی جاتی ہے، اور یہ مقدار تواضع کے بھی زیادہ قریب ہے، اور اگر ایک مثقال کی مقدار کے برابر ہو، یا اس سے زیادہ ہو، تو بھی جائز ہے (شرحُ المصابیح)

اس عبارت سے بھی واضح طور پر معلوم ہوا کہ مرد کو ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے زیادہ کی انگوٹھی کا پہننا جائز ہے۔

''المفاتیح فی شرح المصابیح'' کا حوالہ

حسین بن محمود بن حسن شیرازی مظہری حنفی (المتوفیٰ: 727 ہجری) ''المفاتیح فی شرح المصابیح'' میں فرماتے ہیں کہ:

قوله: " ولا تتمه مثقالا "، هذا نهي إرشاد على الورع، فإن الأولى أن يكون الخاتم أقل من مثقال؛ لأنه من السرف أبعد، وإلى التواضع أقرب، فإن أتمه مثقالا أو زاد على مثقال جاز، والمثقال هو الدينار.

قول محيى السنة: " وقد صح عن سهل بن سعد في الصداق: أن النبي – صلى الله عليه وسلم – قال لرجل: " التمس ولو خاتما من حديد "؛ يعني: أن نهيه – صلى الله عليه وسلم – عن خاتم الحديد ليس نهي تحريم؛ لأنه لو كان نهي تحريم لما جوز لذلك الرجل أن يلتمس خاتما من حديد ويجعله صداقا (المفاتيح فی شرح المصابیح، ج۵ ص ۳۰، کتاب اللباس، باب الخاتم)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اور ایک مثقال سے کم رکھیں'' یہ ''نہیِ ارشاد'' ہے، جو تقویٰ پر محمول ہے، پس بہتر یہ ہے کہ چاندی کی انگوٹھی ایک مثقال سے کم ہو، کیونکہ اس میں اسراف سے زیادہ حفاظت پائی جاتی ہے، اور یہ مقدار تواضع کے زیادہ قریب ہے، اور اگر ایک مثقال کی مقدار کے برابر ہو، یا اس سے زیادہ ہو، تو بھی جائز ہے، اور مثقال ایک دینار کے برابر ہوتا ہے۔

محی السنۃ (امام بغوی) نے فرمایا کہ سہل بن سعد سے مہر کے بارے میں یہ صحیح حدیث مروی ہے کہ ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو فرمایا کہ تم ایک لوہے کی انگوٹھی ہی

تلاش کرلو“ جس کا مطلب یہ ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لوہے کی انگوٹھی سے منع فرمانا، حرام ہونے کی وجہ سے نہیں ہے (بلکہ یہ ممانعت ”مکروہ تنزیہی“ ہے) کیونکہ اگر یہ ممانعت حرام درجے کی ہوتی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم، اس آدمی کو لوہے کی انگوٹھی تلاش کرنے، اور اس کو مہر میں مقرر کرنے کی اجازت نہ دیتے (المفاتیح شرحُ المصابیح)

اس عبارت سے بھی وہی بات معلوم ہوئی، جو اس سے پہلی عبارات میں گزری۔

”مرقاةُ المفاتیح“ کا حوالہ

ملاعلی قاری (المتوفیٰ:1014ہجری) ”مشکاةُ المصابیح“ کی شرح ”مرقاةُ المفاتیح“ میں فرماتے ہیں کہ:

(ولا تتمه) : بضم أوله وتشديد ميمه المفتوحة أى ولا تكمل وزن الخاتم من الورق (مثقالا) : قال ابن الملک تبعا للمظهر: هذا نهى إرشاد إلى الورع ;فإن الأولى أن يكون الخاتم أقل من مثقال لأنه أبعد من السرف .قلت: وكذا أبعد من المخيلة، وذهب جمع من الشافعية إلى تحريم ما زاد على المثقال، لكن رجح الآخرون الجواز، منهم الحافظ العراقى فى شرح الترمذى، فإنه حمل النهى المذكور على التنزيه(مرقاة المفاتيح، ج٧ص ٢٨٠٢، كتاب اللباس، باب الخاتم)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ ”اور ایک مثقال سے کم رکھیں“ اس کا مطلب یہ ہے کہ چاندی کی انگوٹھی کا وزن، ایک مثقال کے برابر نہ ہو، ابنِ ملک نے مظہر کی اتباع میں فرمایا کہ یہ ”نہیِ ارشاد“ ہے، جو تقویٰ پر محمول ہے، پس بہتر یہ ہے کہ چاندی کی انگوٹھی ایک مثقال سے کم ہو، کیونکہ اس میں اسراف سے زیادہ حفاظت پائی جاتی ہے، میں کہتا ہوں کہ اسی طریقے سے یہ تکبر سے بھی حفاظت کا ذریعہ ہے، اور شافعیہ کی ایک جماعت، ایک مثقال سے زیادہ کے حرام ہونے کی طرف گئی ہے، لیکن دیگر

حضرات نے ایک مثقال سے زیادہ کے جائز ہونے کو ترجیح دی ہے، چنانچہ حافظ عراقی نے ''شرح الترمذی'' میں اسی کو ترجیح دی ہے، اورانہوں نے اس حدیث میں مذکوراس ممانعت کو ''تنزیہی'' درجے پر محمول کیا ہے(مرقاۃُ المفاتیح)

مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ ایک مثقال والی حدیث کو بیشتر محدثین وفقہائے کرام نے خلافِ اولیٰ یا کراہتِ تنزیہی پر محمول کیا ہے، جس سے اس کا گناہ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

اور مذکورہ بالاحضرات میں سے اکثر حضرات کا تعلق فقہ حنفی سے ہے، ان میں سے کسی نے بھی مذکورہ حدیث کی ممانعت کو کراہتِ تحریمی یا حرام پر محمول نہیں فرمایا۔

پس اگراس حدیث کو حنفیہ کی کسی کتاب میں روایت باللفظ یا بالمعنیٰ کے طور پر استدلال میں پیش کیا گیا ہو، اور حرام یا مکروہ تحریمی ہونے کی بھی تصریح نہ کی گئی ہو، تو اس سے مذکورہ کراہتِ تنزیہی مراد لی جائے گی، اوراس کے برخلاف سمجھنا، تسامح اور غلط فہمی پر مبنی ہوگا، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ کسی چیز کے متعلق ''امرِ ارشاد''یا''نھیِ ارشاد''کا مطلب یہ ہوا کرتا ہے کہ یہ حکم وجوبی درجے کا نہیں ہے، بلکہ اصلاح اور زیادہ سے زیادہ اُس افضلیت کے درجے کا ہے، جس کی خلاف ورزی کراہتِ تنزیہی کو مستلزم ہوتی ہے، کراہتِ تحریمی کو مستلزم نہیں ہوتی۔ [1]

---

[1] جیسا کہ مختلف نصوص کے ذیل میں ''امرِ ارشاد''اور''نھیِ ارشاد''کے متعلق محدثین واہلِ علم حضرات نے اس چیز کی تصریح فرمائی ہے۔

اس سلسلے میں چند عبارات ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

ولا دلالة فيما ساقه على ما ادعاه من التحريم بل هو أمر إرشاد لما دلت عليه بقية الأخبار (فتح البارى لابنِ حجر، ج۹ص ۳۰۹، قوله باب العزل أى النزع بعد الإيلاج لينزل خارج الفرج)

هو أمر إرشاد وإصلاح لا إيجاب(فتح البارى لابنِ حجر، ج۹ص ۴۰۰، قوله باب الخلع)

الأمر بإنفاق الفضل أمر إرشاد وندب إلى الفضل(عمدة القارى للعينى، ج۹ص ۵۴، كتاب الزكاة، باب من أعطاه الله شيئا من غير مسئلة ولا إشراف نفس)

(ما مررت على ملأ من الملائكة إلا أمرونى بالحجامة) أمر إرشاد لما فيها من الفوائد(التنوير شرح الجامع الصغير للصنعانى، ج۹ص ۳۰۳، تحت رقم الحديث ۷۷۱۰)

النهي الوارد فى حديث الباب نهى إرشاد وشفقة(العرف الشذى شرح الترمذى للكشميرى، ج۲ص ۱۷۱، كتاب الصوم، باب ما جاء فى كراهية الصوم فى النصف الباقى من شعبان لحال رمضان)

نزو الحمار على الفرس غير مرضى، وقال الطحاوى: إن النهى نهى إرشاد وشفقة كيلا يكون تقليل آلة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

”فیضُ القدیر “ کا حوالہ

امام مناوی شافعی (المتوفیٰ: 1031 ہجری) ”الجامعُ الصغیر “ کی شرح ”فیضُ القدیر “ میں فرماتے ہیں کہ:

فإن بلغ مثقالا كره كراهة تنزيه فإن زاد عليه ففي تحريمه وجهان والأصح أنه إن لم يعد إسرافا عرفا جاز وإلا فلا وفي رواية لأبي داود ولا تتمه مثقالا ولا قيمة مثقال .

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

الجهاد فإن الفرس يعمل ما لا يعمل البغل، فالحاصل أن تحصيل البغال ليس غير جائز(العرف الشذى شرح الترمذى للكشميرى، ج۳ص ۹ ص ۲۳۹ ،كتاب الجهاد، باب ما جاء في كراهية أن تنزى الحمر على الخيل)

ويستفاد منه ما يأتي: أولا: كراهية الاستنجاء باليد اليمنى في قبل أو دبر وهو مذهب الجمهور، حيث حملوا النهي في قوله – صلى الله عليه وسلم –: " ولا يتمسح بيمينه "على كراهة التنزيه .ثانيا: يكره مس الذكر باليمين .ثالثا: النهي عن التنفس داخل الإناء أثناء الشرب خشية الإضرار بالآخرين، واختلفوا في حكمه فذهبت الظاهرية إلى أنه حرام، حيث حملوا النهي على التحريم، وذهب الجمهور إلى أنه مكروه لأن النهي في الحديث نهي إرشاد، فيحمل على الكراهة(منار القاري شرح مختصر صحيح البخاري، للشيخ حمزة محمد قاسم، ج ۱ ص ۲۴۶ ، كتاب الوضوء، باب الاستنجاء بالحجارة)

يحتمل أن يكون النهي هنا نهي إرشاد؛ لأنه يرجع لنفع بدنه وإزالة ضرره(شرح سنن أبي داود لابنِ ارسلان، ج۲ ص ۲۸۰ ، كتاب الطهارة، باب في المذي)

ولعل هذا النهي نهي إرشاد كما قيل في النهي عن الماء المشمس(شرح سنن أبي داود لابنِ ارسلان، ج۱۴ ص ۴۴۹ ،ابواب الاجارة، باب في الرجل يقول عند المبيع: لا خلابة)

أن رجلا شرب من في السقاء، فانساب جان في بطنه؛ فنهى رسول الله –صلى الله عليه وسلم– عن ذلك . وهو نهي إرشاد وأدب خوفا مما ذكر، وليس هو نهي تحريم(شرح سنن أبي داود لابنِ ارسلان، ج۱۵ ص ۲۴۲ ،كتاب الاشربة، باب في الشرب من في السقاء)

نهى عليه السلام أن يشرب الرجل قائما، وروى أنه صلى الله عليه وسلم شرب قائما أقول: هذا النهي نهي إرشاد وتأديب فإن الشرب قاعدا من الهيآت الفاضلة وأقرب لجموع النفس والري وأن تصرف الطبيعة الماء في محله أما الفعل فلبيان الجواز(حجة الله البالغة للدهلوى، ج۲ ص ۲۹۳ ، آداب الطعام، المسكرات)

النهي فيه نهي إرشاد إلى المصالح(الكوكب الوهاج شرح صحيح مسلم، لمحمد الامين العلوى الشافعي ، ج۲۲ ص۴۴۷، كتاب الرؤيا، باب لا يخبر بتلعب الشيطان، وفي تأويل الرؤيا، وفيما رأى النبي صلى الله عليه وسلم في نومه)

قال الحافظ الزين العراقي: ومعنى هذه الزيادة أنه ربما وصل الخاتم بالنفاسة في صنعته إلى أن يكون قيمته مثقالا فهو داخل في النهي أيضا

(فيض القدير للمناوي، تحت رقم الحديث ٥٠١)

ترجمہ: اور اگر انگوٹھی کی مقدار، ایک مثقال کے برابر ہو، تو یہ مکروہ تنزیہی ہے، اور اگر ایک مثقال سے زیادہ ہو، تو اس کے حرام ہونے میں دو قول ہیں، اصح (یعنی زیادہ صحیح) یہ ہے کہ اگر وہ عرف کے اعتبار سے اسراف میں شمار نہ ہوتی ہو، تو جائز ہے، ورنہ جائز نہیں، ورنہ تو ابوداؤد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ ''ایک مثقال پوری نہ ہو، اور نہ ایک مثقال کی قیمت کے برابر ہو'' حافظ زین عراقی نے فرمایا کہ اس زیادتی کا مطلب یہ ہے کہ بسا اوقات یہ زیادتی، انگوٹھی کی بناوٹ کی نفاست میں ایک مثقال کی قیمت تک پہنچ جاتی ہے، تو یہ بھی ممانعت میں داخل ہوگی (فیض القدیر)

مطلب یہ ہے کہ حدیث میں مذکور الفاظ سے خواہ انگوٹھی کی مقدار کا ایک مثقال ہونا مراد لیا جائے، یا اس کی قیمت کا ایک مثقال ہونا مراد لیا جائے، بہرحال جب تک اسراف کی حد تک نہ پہنچے، حرام نہیں۔

اور قیمت، مراد لینے کی صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سونے کی قیمت سے کم میں جو چاندی کی انگوٹھی تیار ہو جائے، تو اس کو کراہت شامل نہ ہوگی۔

''التنویر شرحُ الجامع الصغیر'' کا حوالہ

محمد بن اسماعیل صنعانی (المتوفی:1182ہجری) ''الجامعُ الصغیر'' کی شرح ''التنویر'' میں فرماتے ہیں کہ:

وفيه كراهة التحلي بالحديد، والشبه: وهو بفتح المعجمة الموحدة نوع من النحاس وهو الصفر، وكراهته بالذهب، وإباحة اتخاذه من الفضة.

قال الخطابی :قوله "مالی أری علیک حلیة أهل النار "أی زی الکفار، وهم أهل النار، یقال: إنما کرهه لذلک، وقیل: لزهومة ریحه، وقد عارض هذه الکراهة حدیث معیقیب: کان خاتم النبی صلی الله علیه وسلم من حدید ملوی علیه فضة، وهذا أجود إسنادا مما قبله، لا سیما وقد عضده حدیث: "التمس ولو خاتما من حدید"فلو کان مکروها لم یأذن فیه.

قال البیهقی :وهذا لأنه بالفضة التی لویت علیه لا توجد منه رائحة الحدید، فیشبه أن ترتفع الکراهة انتهی۔

قال الحافظ ابن حجر :إن کان الحدیث الأول محفوظا حمل المنع علی ما کان حدیدا صرفا، وأما الشبه فإنما کرهه صلی الله علیه وسلم لأنها کانت تتخذ الأصنام منه.

فائدة: للعلماء فی لبس الخاتم ثلاثة أقوال: الإباحة, إلا عند قصد الزینة، الکراهة: إلا لذی سلطان، الإباحة مطلقا .قال الحافظ ابن حجر: الصواب الأول، فإنه لبسه صلی الله علیه وسلم ولبسه أصحابه .ولم ینکر۔

قلت: ولو قیل الصواب الآخر، فإن کراهة الزینة لا دلیل علیها، بل قوله تعالی:(خذوا زینتکم)عام لإباحة کل زینة، ما لم یرد النهی عنه کالتشبه بالنساء.

(ولا تتمه مثقالا) کأنه لأنه عبث إذ یحصل الخاتم من أقل من ذلک(التنویر شرح الجامع الصغیر للصنعانی، ج ۱ ص ۳۰۴، ۳۰۵، تحت رقم الحدیث ۱۰۵)

ترجمہ: اس حدیث میں لوہے اور شبہ کے زیور کو پہننے کی کراہت مذکور ہے، اور ’’شبہ‘‘

تانبے کی ایک قسم ہے، اور اس حدیث میں سونے کی انگوٹھی کی کراہت اور چاندی کی انگوٹھی بنانے کی اجازت بھی مذکور ہے۔

خطابی نے فرمایا کہ حدیث میں جو یہ ہے کہ ''میں تجھ پر اہلِ جہنم کے زیور کو دیکھ رہا ہوں'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں کفار کی مشابہت ہے، جو کہ اہلِ جہنم ہیں، یہی کہا گیا ہے کہ اسی بات کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مکروہ قرار دیا، اور ایک قول یہ ہے کہ اس کی بدبو کے ناپسند ہونے کی وجہ سے مکروہ قرار دیا، اور اس کراہت کے مقابلہ میں معیقیب کی حدیث پائی جاتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی لوہے کی تھی، جس پر چاندی کا پانی چڑھا ہوا تھا، اور یہ حدیث اس سے پہلی (یعنی لوہے کی انگوٹھی کی ممانعت والی) حدیث کی سند سے زیادہ عمدہ سند والی ہے، خاص طور پر جبکہ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ تم لوہے کی انگوٹھی ہی تلاش کرلو (اور پھر اس کے عوض میں نکاح کرلو) تو اگر لوہے کی انگوٹھی مکروہ ہوتی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اجازت نہ دیتے۔

امام بیہقی نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ چاندی کا پانی چڑھانے کے بعد لوہے کی بدبو ختم ہوجاتی ہے، لہٰذا اس کا تقاضا یہ ہوا کہ کراہت ختم ہوجائے گی۔

حافظ ابنِ حجر نے فرمایا کہ اگر لوہے کی انگوٹھی کی ممانعت کی پہلی حدیث محفوظ ہو، تو اس ممانعت کو اس صورت پر محمول کیا جائے گا، جبکہ خالص لوہا ہو، جہاں تک پیتل کا تعلق ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اس لیے مکروہ قرار دیا کہ اس کے ذریعے سے بت بنائے جاتے تھے (یعنی اس وقت بت پرستوں کے ساتھ مشابہت پائی جاتی تھی)

فائدہ: مرد کے لیے انگوٹھی کے پہننے میں علماء کے تین اقوال ہیں، ایک قول جائز ہونے کا، لیکن جب زینت کا قصد ہو، تو پھر جائز نہیں، دوسرا قول مکروہ ہونے کا، سوائے بادشاہ وغیرہ کے، تیسرا قول مطلقاً جائز ہونے کا، حافظ ابنِ حجر نے فرمایا کہ پہلا قول زیادہ بہتر ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابۂ کرام نے انگوٹھی کو بلانکیر پہنا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ آخری قول کو بہتر قرار دیا جائے، تو بھی حرج نہیں، کیونکہ زینت کے مکروہ ہونے کی کوئی دلیل نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ ''خذوا زینتکم'' یہ ہر زینت کے مباح ہونے کو عام ہے، جب تک کہ ممانعت وارد نہ ہو، جیسا کہ عورتوں کے ساتھ مشابہت۔

اور حدیث کے یہ الفاظ کہ ''انگوٹھی کو ایک مثقال پورا نہ ہونے دیں'' گویا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے زیادہ مقدار فضول ہے، کیونکہ انگوٹھی اس سے کم میں تیار ہو جاتی ہے (لہٰذا اس سے زائد بہتر نہیں، اگرچہ جائز ہے) (التنویر)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ بہت سے فقہاء کے نزدیک سونے، چاندی کے علاوہ، کسی اور دھات کی انگوٹھی پہننا، مرد وعورت دونوں کے لیے حرام نہیں، البتہ مکروہ ہے۔

''شرح سنن ابی داؤد'' کا حوالہ

شیخ عبدالمحسن العباد ''شرح سنن ابی داؤد'' میں فرماتے ہیں کہ:

أما الكلام الذی فی الآخر أنه لا يتمه مثقالا؛ فقد ورد ما يدل على أنه لا بأس من التوسع فی الفضة؛ لأنه جاء: (وأما الفضة فالعبوا بها) يعنی: أنه يجوز أن يتوسع فيها، فهذا المقدار الذی جاء فيه أنه لا يتمه مثقالا يحمل إذا صح على الإشارة إلى القناعة وإلى عدم المبالغة (شرح سنن ابی داؤد للعباد، كتاب اللباس، باب ما جاء فی خاتم الحديد، شرح حديث بريدة فی النهی عن اتخاذ الخاتم من الحديد)

ترجمہ: جہاں تک، دوسری چیز میں کلام کا تعلق ہے، یعنی یہ ایک مثقال پوری نہ ہو، تو حدیث میں جو بات وارِد ہوئی ہے، وہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس سے زیادہ مقدار کی چاندی کی انگوٹھی میں بھی حرج نہیں، کیونکہ ایک روایت میں آیا ہے کہ ''وأما الفضة فالعبوا بها'' یعنی اس میں توسع اختیار کرنا جائز ہے، پس یہ مقدار، جو اس

حدیث میں آئی ہے کہ ایک مثقال پوری نہ ہو، اگر اس کو صحیح مان لیا جائے، تو اس پر محمول کیا جائے گا کہ مبالغہ کے مقابلے میں قناعت کو اختیار کیا جائے (شرح سنن ابی داؤد)

اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ افضل اور بہتر یہ ہے کہ ایک مثقال سے زیادہ نہ ہو، اگرچہ اس سے زیادہ مقدار کی انگوٹھی بھی جائز ہے۔

''شرح سنن النسائی'' کا حوالہ

شیخ محمد بن علی بن آدم بن موسیٰ اثیوبی لولوی ''سنن النسائی'' کی شرح ''ذخیرۃُ العقبیٰ فی شرح المجتبیٰ'' میں فرمایا کہ:

حديث حديث بريدة بن الحصيب –رضي الله عنه– هذا ضعيف؛ لتفرد عبد الله بن مسلم به، وهو سيء الحفظ، ولذا قال المصنف في "الكبرى :"هذا حديث منكر .وقال الترمذي: حديث غريب، وذكر الحافظ ابن رجب في "كتاب أحكام الخواتيم "ص .44أن أحمد سئل عن عبد الله بن مسلم هذا؟ فقال: لا أعرفه .قال: وقال أحمد في موضع آخر: هو حديث منكر .انتهى .وقال في "الفتح - 509 /11 " : - 510بعد أن أورد الحديث: وفي سنده أبو طيبة عبد الله بن مسلم المروزي، قال أبو حاتم الرازي: يكتب حديثه ولا يحتج به .وقال ابن حبان في "الثقات :"يخطيء، ويخالف، فإن كان محفوظا حمل المنع على ما كان حديدا صرفا .انتهى(شرح سنن النسائي المسمى ذخيرة العقبى في شرح المجتبى، ج٣٨ص ٢٨٣، كتاب الزينة، باب خاتم الذهب، مقدار ما يجعل في الخاتم من الفضة)

ترجمہ: بریدہ کی یہ حدیث، جس میں ایک مثقال، انگوٹھی کی ممانعت کا ذکر ہے، یہ ضعیف ہے، کیونکہ ان الفاظ کو تنہا ''عبداللہ بن مسلم'' نے روایت کیا ہے، اور یہ ''سیئ

الحفظ‘‘ ہیں، اسی وجہ سے امام نسائی نے فرمایا کہ’’یہ حدیث منکر ہے‘‘اور امام ترمذی نے فرمایا کہ’’یہ حدیث غریب ہے‘‘اور حافظ ابنِ رجب نے’’کتاب احکام الخواتیم‘‘میں فرمایا کہ امام احمد سے’’عبداللہ بن مسلم‘‘راوی کے بارے میں سوال کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا کہ میں اسے نہیں جانتا، اور دوسرے مقام پر فرمایا کہ یہ منکر حدیث ہے، اور’’الفتح‘‘میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرمایا کہ اس کی سند میں ’’ابوطیبہ عبداللہ بن مسلم مروزی‘‘راوی کے بارے میں ابوحاتم رازی نے فرمایا کہ اس کی حدیث کو لکھ لیا جائے گا، لیکن اس سے دلیل نہیں پکڑی جائے گی، اور ابنِ حبان نے ’’الثقات‘‘میں فرمایا کہ یہ راوی خطا اور مخالفت کا ارتکاب کرتا ہے، اور اس حدیث کو اگر محفوظ بھی تسلیم کرلیا جائے، تو ممانعت خالص لوہے کی انگوٹھی کی ہوگی (ذخیرۃ العقبیٰ فی شرح المجتبیٰ)

معلوم ہوا کہ ایک مثقال یا اس سے زیادہ وزن کی انگوٹھی کی ممانعت والی حدیث کو اگر سند کے اعتبار سے معتبر بھی مان لیا جائے، تو یہ ممانعت تحریمی درجہ کی نہیں، بلکہ تنزیہی درجہ کی ہے۔

نیز لوہے اور پیتل وغیرہ کی انگوٹھی کی کراہت بھی اسی درجہ کی ہونا راجح ہے۔

’’موطأ امام محمد‘‘ کا حوالہ

امام محمد رحمہ اللہ’’موطأ‘‘میں فرماتے ہیں کہ:

ولا يتختم إلا بالفضة .فأما النساء فلا بأس بتختم الذهب لهن (الموطأ للامام محمد،تحت رقم الحديث ٨٧٠،باب ما يكره من التختم بالذهب)

ترجمہ: اور مرد، چاندی ہی کی انگوٹھی پہنے گا، جہاں تک عورتوں کا تعلق ہے، تو ان کو سونے کی انگوٹھی پہننا بھی جائز ہے (موطأ امام محمد)

امام محمد رحمہ اللہ نے مذکورہ عبارت میں مرد کے لیے، چاندی کی انگوٹھی کے جائز ہونے کا حکم تو بیان فرمایا ہے، لیکن اس کے وزن کی کوئی خاص مقدار بیان نہیں فرمائی۔

اور امام محمد رحمہ اللہ نے اپنی دوسری تالیف ''الجامع الصغیر'' میں بھی اسی طرح کا حکم بیان فرمایا ہے، اور اس میں بھی کسی مخصوص مقدار اور وزن کا ذکر نہیں فرمایا، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

امام محمد کی ''الجامعُ الصغیر'' کا حوالہ

امام محمد رحمہ اللہ ''الجامعُ الصغیر'' میں فرماتے ہیں کہ:

ولا یتختم إلا بالفضة ولا بأس بمسمار الذهب یجعل فی حجر الفص

(الجامع الصغیر، ص ۴۷۷، کتاب المزارعة، باب الکراهیة فی اللبس)

ترجمہ: اور مرد، صرف چاندی ہی کی انگوٹھی پہنے، لیکن نگینہ کے پتھر میں سونے کی کیل (یا تار، اس کو روکنے کی غرض سے) لگانے میں حرج نہیں (الجامع الصغیر)

مذکورہ عبارت میں بھی اس سے پہلی عبارت کی طرح، مرد کو، چاندی کی انگوٹھی پہننے کا جائز ہونا تو مذکور ہے، لیکن اس کی مقدار مذکور نہیں۔

''الهدایة'' کا حوالہ

''الهدایة'' میں بھی ''الجامع الصغیر'' کی مذکورہ عبارت کو نقل کیا گیا ہے۔ [1]

''شرحُ النقایة'' اور ''دررُ الحکام'' کا حوالہ

''شرحُ النقایة'' اور ''دررُ الحکام'' میں بھی ''الجامعُ الصغیر'' کی مذکورہ عبارت کو ذکر کیا گیا ہے۔ [2]

---

[1] وفی الجامع الصغیر: ولا یتختم إلا بالفضة (الهدایة، ج۴، ص ۳۶۷، کتاب الکراهیة، فصل فی اللبس)

[2] واعلم أنه وقع فی الجامع الصغیر: ولا یتختم إلاَّ بالفضة. قال شمس الأئمة السَّرَخَسِیّ فی شرحه: ولظاهر هذا اللفظ، یعنی بطریق الحصر، کره بعض مشایخنا التختم بالیَشْبِ، والأصحّ أنه لا بأس بذلک، وأنّ مراده کراهة التختم بالذهب والحدید علی ما ورد به الأثر (شرح النقایة، ج۴، ص ۱۶۹)

قال فی الجامع الصغیر لا یتختم إلا بالفضة (درر الحکام، ج ۱، ص ۳۱۲، کتاب الکراهیة و الاستحسان، فصل لبس الرجل للحریر)

’’حاشیۃُ الشلبی‘‘ کا حوالہ

’’حاشیۃُ الشلبی‘‘ میں ہے کہ:

قال محمد فی الجامع الصغیر عن یعقوب عن أبی حنیفة قال لا یتختم إلا بالفضة (حاشیة الشلبی علی تبیین الحقائق، ج٦، ص ١٥، کتاب الکراهیة، فصل فی اللبس)

ترجمہ: امام محمد نے ’’الجامع الصغیر‘‘ میں فرمایا کہ یعقوب نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے کہ چاندی ہی کی انگوٹھی پہنی جائے گی (حاشیۃُ الشلبی)

’’ردُّ المحتار‘‘ کا حوالہ

’’ردُّ المحتار‘‘ میں بھی امام محمد کی مذکورہ عبارت کو نقل کیا گیا ہے۔ [1]

مذکورہ تمام عبارات سے اس بات کی تائید ہوگئی کہ مذہبِ حنفیہ کے محرر، امام محمد رحمہ اللہ نے مرد کے لیے چاندی کی انگوٹھی کے جائز ہونے کی تو صراحت کی ہے، لیکن اس کی کسی مخصوص مقدار اور وزن کی تعیین اور حد بندی نہیں کی۔ (جاری ہے............)

---

[1] (قوله ولا یتختم إلا بالفضة) هذه عبارة الإمام محمد فی الجامع الصغیر (رد المحتار علی الدر المختار، ج٦، ص ٣٥٩، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی اللبس)

ولا یتختم إلا بالفضة الذی هو لفظ محرر المذهب الإمام محمد – رحمه الله تعالی – فافهم (رد المحتار علی الدر المختار، ج٦، ص ٣٦٠، کتاب الحظر والإباحة، فصل فی اللبس)

اقبال ٹریڈرز

ہمارے ہاں پلاسٹک، اسٹیل، آفس فرنیچر اور کمپیوٹر ٹیبل کی ورائٹی دستیاب ہے

اس کے علاوہ المونیم کی کھڑکیاں اور دروازے، سیلنگ، بلائنڈز، وال پیپر، ونائل فلور ٹائل بھی دستیاب ہیں

بالمقابل چوک کوہاٹی بازار مری روڈ راولپنڈی

فون 5962705--5503080

کیا آپ جانتے ہیں؟

مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

بچے کا ''محمد'' نام رکھنے پر جنت کی بشارت کی حدیث

علامہ ابنِ عابدین شامی رحمہ اللہ نے ''ردُّالمحتار'' میں ابنِ عساکر کے حوالے سے ابواُمامہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث نقل کی ہے، جس میں یہ مضمون آیا ہے کہ:

''جس کا کوئی بچہ پیدا ہوا، اور اس نے اس کا نام ''محمد'' رکھا، تو یہ نام رکھنے والا، اور اس کا بچہ دونوں جنت کے مستحق ہوں گے''

ساتھ ہی علامہ ابنِ عابدین شامی رحمہ اللہ نے علامہ سیوطی سے اس حدیث کا ''حسن'' ہونا نقل کیا ہے۔ [1]

لیکن محقق محدثین نے مذکورہ روایت کو سند کے اعتبار سے قابلِ اعتبار قرار نہیں دیا۔

چنانچہ ہمیں یہ حدیث ''ابنِ عساکر'' کی سند سے تو دستیاب نہیں ہوئی، البتہ اس حدیث کو تھوڑے بہت الفاظ کے فرق کے ساتھ ابو عبداللہ حسین بن احمد بغدادی صیرفی (المتوفیٰ: 388ہجری) نے ''**فضائل التسمیة باحمد و محمد**'' میں روایت کیا ہے، جس میں یہ مضمون وارِد ہوا ہے کہ:

''جس شخص کے کوئی بچہ پیدا ہو، اور اس نے اس کا نام ''محمد'' رکھا، تا کہ وہ اس نام سے برکت حاصل کرے، تو وہ اور اس کا بچہ، جنت کا مستحق ہوگا'' [2]

نیز اس حدیث کو محمد بن عبدالباقی انصاری (المتوفیٰ: 535ہجری) نے اپنی سند کے ساتھ

---

[1] وورد "من ولد له مولود فسماه محمدا كان هو ومولوده فى الجنة رواه ابن عساكر عن أمامة رفعه قال السيوطى :هذا أمثل حديث ورد فى هذا الباب وإسناده حسن اهـ(رد المحتار على الدر المختار، ج٦، ص٤١٧)

[2] ابن بكير: حدثنا حامد بن حماد بن المبارك العسكرى، ثنا إسحاق بن يسار أبو يعقوب النصيبى، حدثنا حجاج بن المنهال، حدثنا حماد بن سلمة، عن برد بن سنان، عن مكحول، عن أبى أمامة، مرفوعا: من ولد له مولود فسماه محمدا تبركا به كان هو ومولوده فى الجنة(فضائل التسمية بأحمد ومحمد، رقم الحديث ٣٠)

''احادیث الشیوخ الثقات''میں روایت کیا ہے۔ ۱؎

لیکن علامہ ابنِ جوزی نے فرمایا کہ اس حدیث کی سند میں ''متکلم فیہ'' راوی ہیں۔

اور علامہ ذہبی نے ''تلخیص کتابُ الموضوعات ''میں فرمایا کہ اس کو گھڑنے کا ''متہم'' راوی ''حامد بن حماد عسکری'' ہے۔ ۲؎

اور علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے ''المغنی فی الضعفاء ''میں فرمایا کہ ''حامد بن حماد عسکری'' اسحاق بن سیار نصیبی سے ''موضوع'' حدیث کو روایت کرتا ہے، اصل متہم یہی شخص ہے۔ ۳؎

نیز علامہ ذہبی نے ''میزانُ الاعتدال'' میں فرمایا کہ حامد بن حماد عسکری'' نام کا شخص ''اسحاق بن سیار نصیبی'' سے ''موضوع'' حدیث کو روایت کرتا ہے، جس نے محمد نام رکھنے والے اور محمد نام رکھے ہوئے بچے کے جنتی ہونے کی جھوٹی حدیث کو روایت کیا ہے۔ ۴؎

اور علامہ ابنِ عراق کنانی نے فرمایا کہ اس حدیث کی سند کو حسن قرار دینا صحیح نہیں ہے، کیونکہ علامہ

۱؎ أخبرنا الشریف أبو الحسن محمد بن أحمد بن المهتدی قال حدثنا الحسین بن أحمد بن عبد الله بن بكیر المحدث قال حدثنی أبو الحسن حامد بن حماد بن المبارک بن عبد الله العسكری بنصیبین قال حدثنا إسحاق بن سیار بن محمد أبو یعقوب النصیبی قال حدثنا حجاج بن المنهال قال حدثنا حماد بن سلمة عن برد بن سنان عن مكحول عن أبی أمامة الباهلی قال قال رسول الله صلى الله علیه وسلم:من ولد له مولود فسماه محمدا تبركا به كان هو ومولوده فی الجنة ."(أحادیث الشیوخ الثقات "المشیخة الكبرى"رقم الحدیث ۴۵۳)

۲؎ حدیث من ولد له مولود فسماه محمداً تبركاً به كان هو والولد فی الجنة.

قال ابن الجوزی فی إسناده من قد تكلم فیه.

قلت المتهم بوضعه حامد بن حماد العسكری فقال ثنا إسحاق بن یسار ثنا حجاج بن منهال ثنا حماد بن سلمة عن برد بن سنان عن مكحول عن أبی أمامة(تلخیص كتاب الموضوعات لابن الجوزی، للامام الذهبی، تحت رقم الحدیث۵۳)

۳؎ حامد بن حماد العسكری:عن اسحاق بن سیار النصیبی بموضوع فهو المتهم به(المغنی فی الضعفاء للذهبی، ص۱۴۵، تحت رقم الترجمة۱۲۷۲)

۴؎ حامد بن حماد العسكری.

عن إسحاق بن سیار النصیبی بخبر موضوع هو آفته.

عن حجاج بن منهال، عن حماد بن سلمة، عن برد بن سنان، عن مكحول، عن أبی أمامة الباهلی – مرفوعاً – قال: من ولد / له مولود فسماه محمدا تبركا به كان هو والولد فی الجنة(میزان الاعتدال للذهبی،ج ۱ ص۴۴۷، تحت رقم الترجمة ۱۶۷۲)

ذہبی نے اپنی تلخیص میں فرمایا کہ "اس حدیث کو گھڑنے کا متہم" حامد بن حماد بن مبارک عسکری" ہے، جو ابنِ بکیر کا شیخ ہے" ۱

اور علامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ نے "لسانُ المیز ان" میں فرمایا کہ "حامد بن حماد عسکری" نامی شخص "اسحاق بن سیار نصیبی" سے "موضوع" حدیث کو روایت کرتا ہے، محمد نام رکھنے والے اور محمد نام رکھے ہوئے بچے کے جنتی ہونے کی جھوٹی حدیث کو یہی روایت کرتا ہے۔ ۲

اور برہان الدین حلبی (المتوفیٰ: 841ہجری) نے "حامد بن حماد عسکری" کے "اسحاق بن سیار" سے من گھڑت حدیث روایت کرنے کا ذکر کیا ہے۔ ۳

محمد بن خلیل بن ابراہیم مشیشی طرابلسی نے بھی اس حدیث کو "موضوع" اور "گھڑی ہوئی" قرار دیا ہے۔ ۴

اور شیخ ناصر الدین البانی نے بھی اس حدیث کو "موضوع" اور "گھڑی ہوئی" قرار دیا ہے، اور ملا علی قاری کے حوالے سے اس حدیث کا محقق ابنِ قیم سے "باطل" ہونا نقل کیا ہے۔ ۵

---

۱ (حديث) " من ولد له مولود فسماه محمدا تبركا كان هو ومولوده فى الجنة "(ابن بكير) فى جزئه فى فضل من اسمه أحمد ومحمد من حديث أبى أمامة وفى إسناده من تكلم فيه (تعقب) بأنه أمثل حديث ورد فى الباب وإسناده حسن (قلت) : لا، فإن الذهبى قال فى تلخيصه :المتهم بوضعه حامد بن حماد بن المبارك العسكرى شيخ ابن بكير، وكذلک قال فى الميزان فى ترجمة حمادا وقد ذكر هذا الحديث، وهو آفته وأقره الحافظ ابن حجر فى اللسان، لكنى وجدت له طريقا أخرى أخرجه منها ابن بكير أيضا والله أعلم(تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة، كتاب المبتدأ، الفصل الثانى، تحت رقم الحديث ۵۲)

۲ حامد بن حماد العسكرى.عن إسحاق بن سيار النصيبى بخبر موضوع هو آفته، عن حجاج بن منهال، عن حماد بن سلمة، عن برد بن سنان، عن مكحول، عن أبى أمامة الباهلى مرفوعا من ولد له مولود فسماه محمدا تبركا به كان هو والولد فى الجنة(لسان الميزان لابنِ حجر، ج۲ ص۵۳۷، تحت رقم الترجمة۲۰۸۸)

۳ حامد بن حماد العسكرى عن إسحاق بن سيار النصيبى بخبر موضوع هو افته ثم ذكر الذهبى الحديث(الكشف الحثيث عمن رمى بوضع الحديث، ص۸۸، تحت رقم الترجمة ۲۰۶، باب الحاء المهملة)

۴ حديث : من ولد له مولود فسماه محمدا تبركا كان هو وولده فى الجنة .موضوع (اللؤلؤ المرصوع فيما لا أصل له أو بأصله موضوع، ص۲۰۲، تحت رقم الحديث ۵۳۲)

۵ "من ولد له مولود، فسماه محمدا تبركا به، كان هو ومولوده فى الجنة ."موضوع.

رواه ابن بكير فى "فضل من اسمه أحمد ومحمد "(ق 58/1) ومن طريقه أورده ابن الجوزى فى "

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اور یہ بات واضح ہے کہ فقہ وغیرہ کی کتاب میں مذکور حدیث کو سند کی تحقیق کیے بغیر، معتبر قرار دینا درست نہیں ہوا کرتا، کئی محققین حضرات نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ ۱؎

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

الموضوعات "(1/157) حدثنا حامد بن حماد بن المبارک العسکری حدثنا إسحاق بن یسار أبو یعقوب النصیبی حدثنا حجاج بن المنهال حدثنا حماد بن سلمة عن برد بن سنان عن مکحول عن أبی أمامة مرفوعا، وقال ابن الجوزی :فی إسناده من تکلم فیه، ولم یزد، وتعقبه السیوطی فی "اللآلیء "(1/106) بقوله :قلت :هذا أمثل حدیث ورد فی الباب، وإسناده حسن، ومکحول من علماء التابعین وفقهائهم وثقه غیر واحد، واحتج به مسلم فی "صحیحه "، وروی له البخاری فی "الأدب "، والأربعة، وثقه ابن معین والنسائی، وضعفه ابن المدینی وقال أبو حاتم :لیس بالمتین، وقال مرة:
کان صدوقا، وقال أبو زرعة :لا بأس به، والله أعلم.
قلت :لقد أبعد السیوطی عفا الله عنه النجعة فأخذ یتکلم علی بعض رجال السند موهما أنهم موضع النظر منه، مع أن علة الحدیث ممن دونهم، ألا وهو حامد بن حماد العسکری شیخ ابن بکیر قال الذهبی فی " المیزان :"روی عن إسحاق بن یسار النصیبی خبرا موضوعا هو آفته، ثم ساق له هذا.
ووافقه الحافظ ابن حجر فی "اللسان ."
ولذلک قال المحقق ابن القیم :إنه حدیث باطل، کما نقله الشیخ القاری فی "موضوعاته "عنه، (ص 109) وأقره.
وغفل عن هذا التحقیق المناوی فأقر تحت الحدیث الآتی (437) السیوطی علی تحسینه فلا تغتر به، ثم وجدت ابن عراق قد تعقب السیوطی فی "تنزیه الشریعة "(1/82) بمثل ما تعقبته به، إلا أنه زاد فقال : لکن وجدت له طریقا أخری أخرجها ابن بکیر أیضا والله أعلم.
قلت :وسکت علیه !وفیه ثلاثة لم أجد من ذکرهم، فأحدهم آفته(سلسلة الأحادیث الضعیفة والموضوعة وأثرها السیء فی الأمة، تحت رقم الحدیث ۱۷۱)

۱؎ قال العلامة اللکنوی فی ”مقدمة عمدة الرعایة بتحشیة شرح الوقایة“:
فائدة...... قال علی القاری فی تذکرة الموضوعات عند ذکر حدیث: من قضی صلاة من الفرائض فی آخر جمعة من رمضان کان جابرا لکل فائتة فی عمره إلی سبعین سنة بعد الحکم بأنه باطل لا أصل له، ثم لا عبرة بنقل صاحب النهایة ولا بقیة شراح الهدایة، فإنهم لیسوا من المحدثین، ولا أسندوا الحدیث إلی أحد من المخرجین .انتهی، وقد فصلت الکلام علی هذا الحدیث الموضوع وما یتعلق به فی رسالتی ردع الإخوان عما أحدثوه فی آخر جمعة رمضان.
وهذا الکلام من القاری أفاد فائدة حسنة، وهی أن الکتب الفقهیة وإن کانت معتبرة فی أنفسها بحسب المسائل الفرعیة، وکان مصنفوها أیضا من المعتبرین، والفقهاء الکاملین لا یعتمد علی الأحادیث المنقولة فیها اعتمادا کلیا ولا یجزم بورودها وثبوتها قطعا؛ بمجرد وقوعها فیها، فکم من أحادیث ذکرت فی الکتب المعتبرة وهی موضوعة ومختلفة (”معین المفتی“ مشمولة: علمی وتحقیقی رسائل ، ص۸۴، ۸۵، مطبوعة: ادارة غفران، راولبندی)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

خلاصہ یہ کہ مذکورہ حدیث کی سند قابلِ اطمینان ثابت نہیں ہوسکی، لہٰذا اس کو بیان کرنے اور اس کے مطابق عقیدہ بنانے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

فقط۔محمد رضوان خان

مؤرخہ 06/رجب المرجب/1440ھجری۔ بمطابق 14/مارچ/2019ء بروز جمعرات

ادارہ غفران راولپنڈی پاکستان

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

وقال ایضاً فی مقدمة النافع الکبیر:

تتمة :کل ما ذکرنا من ترتیب المصنفات إنما هو بحسب المسائل الفقهية وأما بحسب ما فيها من الأحاديث النبوية فلا فکم من کتاب معتمد اعتمد عليه أجلة الفقهاء مملوء من الأحاديث الموضوعة ولا سيما الفتاوی فقد وضح لنا بتوسيع النظر أن أصحابهم وإن کانوا من الکاملين لکنهم فی نقل الأخبار من المتساهلين وهذا هو الذی فتح فم الطاعنين فزعموا أن مسائل الحنفية مستندة إلی الأحاديث الواهية والموضوعة وأن أکثرها مخالفة للأخبار المثبتة فی کتب أئمة الدين وهذا ظن فاسد ووهم کاسد (انتهیٰ کلام اللکنوی "النافع الکبير شرح الجامع الصغير"، ص ۳۱،مقدمة ،الفصل الاول،مطبوعة:ادارة القرآن والعلوم الاسلامية، کراتشی)

عبرت کدہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام: قسط 49 مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَبْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

مسلمانوں کو گھروں میں نماز کی جگہ قائم کرنے کا حکم دینا

جب فرعون کے مظالم کا سلسلہ ختم نہیں ہوا، اور بنی اسرائیل اور قبطی مومنوں کو آزادی کے ساتھ مصر سے چلے جانے پر فرعون راضی نہیں ہوا، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی حضرت ھارون کو حکم ہوا کہ تم دونوں اپنی قوم کے لوگوں کے لئے مصر میں بدستور ان کے گھر برقرار رکھو، وہ ڈر کر اپنے گھر نہ چھوڑیں، ہم ان کی حفاظت کریں گے اور اگر فرعون نے مسجدیں اور عبادت گاہیں تباہ کردیں، جس کی وجہ سے لوگ گھروں سے باہر نکل کر نماز نہیں پڑھ سکتے، تو کوئی حرج نہیں، گھروں میں نماز کی جگہ کو قبلہ رخ بنالو، اور نماز کی پابندی کرو، تاکہ نماز کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس مصیبت سے جلد نجات عطا کرے، اور اللہ انہیں دنیا میں عزت وغلبہ دے گا اور آخرت میں جنت عطا کرے گا۔

قرآن مجید کی سورہ یونس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰی وَاَخِیْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُیُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُیُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ (سورة یونس، رقم الآیة ۸۷)

یعنی ”اور ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی پر وحی بھیجی کہ تم دونوں اپنی قوم کو مصر ہی کے گھروں میں بساؤ، اور اپنے گھروں کو نماز کی جگہ بنالو، اور (اس طرح) نماز قائم کرو، اور ایمان لانے والوں کو خوشخبری دے دو“۔

دین کی سربلندی کے لئے نظم ونسق اور نظم ونسق کے لئے مساجد اور نماز قائم کرنا دونوں ضروری ہیں، طاغوتی اور لادینی حکومتوں میں بھی ان کی رعایا کو اپنے اپنے مذہب کے مطابق مراسم و عبادات بجالانے کی اجازت ہوا کرتی ہے، اور ایسی عبادت کو اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان

ایک ذاتی معاملہ کی حد تک محدود رکھا جاتا ہے، ایسی آزادی سے حکومتوں کو کچھ نقصان نہیں ہوتا، اور اگر وہ اتنی آزادی بھی نہ دیں، تو حکومتیں چل نہیں سکتیں، حکومتوں کو اعتراض صرف اس وقت پیدا ہوتا ہے، جب یہ مذہبی لوگ سیاست میں دخل دینے لگیں، اس لیے انبیاء کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ ایسی حکومتوں سے ٹکر لینے کے لیے مسلمانوں میں جماعتی نظام پیدا کرتے ہیں، اور اس تنظیم کا اولین مرکز مسجد ہوتی ہے۔

فرعون کے زمانہ میں بھی حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام پر ایمان لانے والے نوجوان اور کمزور ہمت بوڑھے لوگ اپنے گھروں میں نماز ادا کرتے تھے، جب ان لوگوں نے کافروں سے نجات کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی، تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں پیغمبروں کی طرف وحی کی کہ اگر اللہ کی مدد چاہتے ہو، تو نظم ونسق قائم کرو، چند گھروں کو مسجد کے طور پر منتخب کرلو اور نماز باجماعت کا اہتمام کرو، یہی مساجد تمہاری عبادت، تمہاری معاشرت، تمہاری معیشت اور تمہاری سیاست کے بھی مرکز ہوں گے، اس طرح تم ایک دوسرے کے معاون و رفیق بن جاؤ گے، اور خود کو ایک نظم میں منسلک کرلو گے۔ [1]

فرعون اور آلِ فرعون کے ظلم وستم کو دیکھ کر حضرت موسیٰ رنجیدہ ہوگئے، اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے اللہ! یہ فرعون اور اس کا ساتھ دینے والے جو دنیا کی تمام راحتوں، آرام اور دولت سے نوازے گئے ہیں، ان پر ناز کرتے ہوئے انسانیت سوز مظالم کررہے ہیں، اے اللہ! اگر یہ ایمان نہیں لاتے اور لوگوں کو اسی طرح گمراہ کرتے رہیں گے، تو اے اللہ! ان ظالموں کے ہاتھوں سے وہ مال ودولت چھین لے جو انسانیت پر ظلم وستم کا ذریعہ بن رہا ہے، جب تک یہ ایمان نہ لائیں اس وقت تک ان پر اپنے عذاب کو مسلط رکھ۔

قرآن مجید کی سورہ یونس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

---

[1] قوله عز وجل: وأوحينا إلى موسى وأخيه هارون أن تبوئا لقومكما بمصر بيوتا يعني اتخذا لقومكما بمصر بيوتا للصلاة فيها يقال تبوأ فلان لنفسه بيتا إذا اتخذه مباءة أي وطنا والمعنى اجعلا بمصر لقومكما بيوتا ترجعون إليها للصلاة والعبادة واجعلوا بيوتكم قبلة اختلف أهل التفسير في معنى هذه البيوت والقبلة فمنهم من قال أراد بالبيوت المساجد التي يصلى فيها وفسروا القبلة بالجانب الذي يستقبل في الصلاة فعلى هذا يكون معنى الكلام واجعلوا بيوتكم مساجد تستقبلونها لأجل الصلاة وقيل معناه اجعلوا بيوتكم إلى القبلة(تفسير الخازن، ج ٢ ص ٤٥٧، سورة يونس)

وَقَالَ مُوسٰی رَبَّنَآ اِنَّکَ اٰتَیۡتَ فِرۡعَوۡنَ وَمَلَاَهٗ زِیۡنَةً وَّاَمۡوَالًا فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا رَبَّنَا لِیُضِلُّوۡا عَنۡ سَبِیۡلِکَ رَبَّنَا اطۡمِسۡ عَلٰۤی اَمۡوَالِهِمۡ وَاشۡدُدۡ عَلٰی قُلُوۡبِهِمۡ فَلَا یُؤۡمِنُوۡا حَتّٰی یَرَوُا الۡعَذَابَ الۡاَلِیۡمَ (سورة یونس، رقم الآیة ٨٨)

یعنی ''اور موسیٰ نے کہا کہ اے ہمارے رب! آپ نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیوی زندگی میں بڑی سج دھج اور مال و دولت بخشی ہے، اے ہمارے رب! ان کے مال و دولت کو تہس نہس کر دیجیے، اور ان کے دلوں کو اتنا سخت کر دیجیے کہ وہ اس وقت تک ایمان نہ لائیں، جب تک دردناک عذاب آنکھوں سے نہ دیکھ لیں''۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کی دعاؤں کو رد نہیں کرتا، اس نے فرمایا کہ اے موسیٰ تمہاری دعا قبول کر لی گئی، اب اس ظالم قوم سے ہم انتقام لیں گے۔

قرآن مجید کی سورہ یونس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالَ قَدۡ اُجِیۡبَتۡ دَّعۡوَتُکُمَا فَاسۡتَقِیۡمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِیۡلَ الَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ

(سورة یونس، رقم الآیة ٨٩)

یعنی'' اللہ نے فرمایا کہ تمہاری دعا قبول کر لی گئی ہے، اب تم دونوں ثابت قدم رہو، اور ان لوگوں کے پیچھے ہرگز نہ چلنا، جو حقیقت سے ناواقف ہیں''۔

ان آیات میں حضرت موسیٰ کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے چند اصولی باتیں ارشاد فرمائی گئی ہیں:

(۱) اپنے بڑوں اور رہبروں کا کہنا ماننا (۲) صبر و تحمل سے ہر ظلم و ستم کا مقابلہ کرنا (۳) تنظیم قائم کرنا (۴) بکھرے ہوئے شیرازے کو جمع کرنے کیلئے مسجدوں کا قائم کرنا (۵) نماز باجماعت کا اہتمام کرنا (۶) ہر حال میں اللہ پر ہی بھروسہ کرنا اسی سے مدد مانگنا (۷) عبادت و بندگی میں کوتاہی نہ کرنا۔

یہ وہ مضبوط ہتھیار ہیں جن سے اللہ و رسول کے دشمنوں کو شکست دینا بہت آسان ہے، جس قوم میں اپنے بڑوں کا احترام نہ کیا جائے، اور اپنے معاملات کے لئے منظم طریقے سے کام نہ کرے، اس وقت تک کسی کامیابی کا تصور ممکن نہیں ہے۔

حضرت موسیٰ کے واقعہ میں مٹھی بھر مسلمانوں کا مقابلہ فرعون اور اس کے سرداروں اور حکومتی مظالم سے تھا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ صبر وضبط اور تنظیم سے اس کا مقابلہ اسی وقت ہوسکتا ہے جب مسجدیں بنا کر ان میں نمازوں کے نظام کو قائم کیا جائے، یہاں تک فرمایا کہ اگر فی الحال مسجدیں قائم کرنا ممکن نہ ہو، تو چند گھروں کو عبادت کر لئے مخصوص کرلیا جائے، تاکہ ملت کو ایک رکھنے اور ان کو ایک مرکز سے وابستہ رکھنے کی کوشش کی جاسکے۔

پروپرائیٹر: محمد اخلاق عباسی محمد نذران عباسی

نیو عباسی چکن شاپ

ہمارے ہاں شیور و دیسی مرغی، صاف گوشت اور پوٹہ کلیجی ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہے۔

نیز شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

دوکان نمبر H-919، حق نواز روڈ، گلاس فیکٹری چوک، راولپنڈی

موبائل: 0301-5642315---0300-5171243

مولانا عبیدُ اللہ سندھی کے افکار اور تنظیمِ فکرِ ولیُ اللّٰہی کے نظریات کا تحقیقی جائزہ

(حصہ دوم)

’’مولانا عبیداللہ سندھی کے افکار اور تنظیم فکر ولی اللّٰہی کے نظریات کا تحقیقی جائزہ‘‘ تالیف اور متعدد اہلِ علم واہلِ فکر حضرات کے متعلق ایک کتاب اور مضمون میں درج شدہ بعض تنقیدات، اعتراضات ومغالطات، اور الزامات کے جوابات، تنقیحات وتوضیحات، اور مولانا سندھی صاحب وغیرہ کے بعض افکار پر کلام

مؤلف: مفتی محمد رضوان خان

حکیم مفتی محمد ناصر

گھی کے بارے میں بعض دیگر اہلِ علم کی آراء

حکیم محمد یٰسین صاحب دنیاپوری تحریر فرماتے ہیں:

گھی کے افعال واثرات اعصابی غدی (یعنی تر گرم) ہیں، کیمیائی طور پر حرارتِ غریزی (یعنی طبعی وفطری حرارت) پیدا کر کے خون کی لطافت کو بڑھاتا ہے۔

دافعِ تعفن (یعنی فاسد مادوں کو دُور کرنے والا)، ملین (یعنی آنتوں کو نرم کرنے والا)، مرطب وملطف (یعنی خون کو نرم و پتلا کرنے والا)، مسمن بدن (یعنی جسم کو موٹا کرنے والا)، محلل اورام (یعنی ورموں کو تحلیل کرنے والا)، مسکن درد (یعنی دردوں کے لئے سکون آور) اور تریاق سموم (اور زہروں کا تریاق) وغیرہ۔

فوائد: گھی چونکہ ایک حیوانی جز ہے، لہٰذا انسان کے لئے دودھ کے بعد گھی ہے، دودھ کی نسبت گھی دیر ہضم ہے، البتہ دودھ کی نسبت گھی مسمن بدن، ملطف، ملین ہے، دافعِ تعفن اور محلل اورام ہے، دردوں کو تسکین دیتا ہے، اندرونی طور پر جہاں بدن کو تقویت دیتا ہے، وہاں گرمی اور تری پہنچاتا ہے، چربی کی مقدار بڑھاتا ہے، اور جسم کو موٹا کرتا ہے۔ [1]

چونکہ (دیسی گھی) تمام اشیاء سے تری بڑھانے میں افضل ہے، لہٰذا اس کو بدن کی خشکی

---

[1] دیسی یا اصلی گھی کا مزاج تر گرم ہے، لہٰذا علاج بالضد کے اصول کے مطابق تر گرم مزاج والی اشیاء استعمال کرنے کی وجہ سے تر گرم مزاج کے حامل افراد کے لئے دیسی گھی استعمال کرنا مزید موٹاپے اور فربہی پیدا کرنے کا باعث ہے۔

اس کے برعکس علاج بالضد کے اصول کے مطابق ہی سرد خشک مزاج والی اشیاء کثرت سے استعمال کرنے کی وجہ سے سرد خشک مزاج کے حامل افراد اگر فربہی کا شکار ہوں، تو وہ فربہی اور موٹاپا، دراصل سوداوی (یعنی لیس دار) مادوں کے جمنے کی وجہ سے ہے، اس اصول کے مطابق سرد خشک مزاج کے حامل وہ افراد جو فربہی وموٹاپے کا شکار ہوں، دیسی واصلی گھی کا استعمال اُن کے موٹاپے اور فربہی کو ختم کرے گا۔ چنانچہ آج کل ہمارے معاشرے میں سرد خشک اشیاء کا استعمال زیادہ کیا جاتا ہے، چنانچہ اناج میں پلاؤ اور بریانی کی شکل میں چاول، سبزیوں میں آلو، بھنڈی، مٹر، گوبھی، بینگن وغیرہ اور گوشت میں شیور مرغی مزاج کے اعتبار سے سرد اور انتہاء کے اعتبار سے خشک ہیں، لہٰذا سرد خشک مزاج کے حامل چربی کی کثرت والے موٹاپے اور فربہی کے شکار افراد کے لئے دیسی گھی موٹاپے کا باعث نہیں، بلکہ دیسی گھی ایسے حضرات کے جسم کی چربی کو گھلا کر کم کرتا ہے، اور دُبلا پتلا کرتا ہے۔

اور خارش کو دور کرنے کے لئے جسم پر مالش کرتے ہیں، دافعِ تعفن اور محللِ اورام ہونے کی وجہ سے بہت سی مرہم میں استعمال ہوتا ہے۔

اندرونی طور پر معدہ، انتڑیوں اور پھیپھڑوں کی خشکی کے لئے عام استعمال کیا جاتا ہے، معدہ، انتڑیوں کی خشکی رفع کرنے کے لئے تو اسے دودھ میں ملا کر استعمال کرتے ہیں، گلے اور پھیپھڑوں کی خشکی دُور کرنے کے لئے گھی میں مغز بادام اور چینی ملا کر چباتے ہیں، تپ دق کے مریض کے لئے یہ نسخہ آبِ حیات سے کم نہیں۔

یاد رکھیں کہ سیال اشیاء میں دو چیزیں اہم ہیں: نمبر۱، پانی۔ نمبر۲، روغنیات۔

پانی تمام نباتات میں پایا جاتا ہے، لیکن سب سے افضل یہی عام پانی ہے، اسی طرح روغن، نباتات اور حیوانات میں بھی پائے جاتے ہیں، لیکن سب سے افضل روغن گھی ہے، جو حیوانات کے دودھ سے حاصل کیا جاتا ہے۔

پانی کے خواص میں سب سے اہم خاصیت یہ پائی جاتی ہے کہ یہ اشیاء کے اجزاء کو علیحدہ کر کے جسم میں جلد نفوذ کراتا ہے، اس کے برعکس گھی اشیاء کے حل ہونے والے اجزاء کو علیحدہ ہونے اور جسم میں نفوذ کرنے سے روکتا ہے۔ [1]

یہی وجہ ہے کہ زہر خوردہ مریض کو تھوڑی مقدار میں پانی پلانا قتل کرنا ہے، البتہ بار بار زیادہ مقدار میں معدہ میں پانی ڈال کر اسے فوراً پچکاری کے ذریعے نکال لینا بہتر ہے، بلکہ زہر کے تحلیل شدہ اجزاء پانی میں حل ہو کر خارج ہو جائیں، یہ عمل جو ایک پچکاری کے ذریعہ ہی کیا جا سکتا ہے، ہر جگہ ناممکن ہے، اس کے برعکس دودھ، گھی ہر گھر میں مل سکتا ہے، اسے فوراً نکالنے کی بھی ضرورت نہیں، بلکہ یہ کچھ دیر بعد اپنے ملین اثر کی وجہ

[1] بعض اطباء نے گھی استعمال کرنے کے بعد پانی کے استعمال کی تاکید کی ہے، اور چربی مناسب غذا کے ساتھ پکا کر کھانے کے بعد اس غذا کے مناسب قہوہ پینے کی تاکید کی ہے۔

مذکورہ تفصیل سے اس تاکید کی تائید ہوتی ہے کہ گھی استعمال کرنے کے بعد پانی کے استعمال سے گھی کے اجزاء جسم میں جلد نفوذ کر جاتے ہیں، اور گھی کا ثِقل و بوجھل پَن پانی کے ذریعہ تحلیل ہوتا ہے، جبکہ چربی کیونکہ گھی کی نسبت قدرے سخت ہے، اس لئے چربی کے جسم میں نفوذ کے لئے مناسب قہوہ پینا ضروری ہے (کذا فی المفردات الاسلامی، صفحہ 67، صفحہ 68، وصفحہ 181، مصنفہ: حکیم فیض محمد فیض، مطبوعہ: فیض الحکمت اسلامیہ کالج، اوکاڑا)

سے براہِ دَست یاقے خارج ہوجاتا ہے، جس کے ساتھ زہر بھی خارج ہوجاتا ہے، سب سے بڑا فائدہ اس کے استعمال کا یہ ہوتا ہے کہ یہ اندر جاتے ہی زہر کو تحلیل ہونے اورنفوذ کرنے سے روک دیتا ہے، انہی افعال واثرات کی وجہ سے گھی تریاقِ سموم (یعنی زہروں کاتریاق) ہے۔

گھی سے ہرقسم کا سالن تیار کیا جاتا ہے، اورتمام مٹھائیاں بھی اسی سے بناتے ہیں، لہٰذا اس کے کثرتِ استعمال کی وجہ سے ملک میں اس کی کمی واقع ہوگئی ہے، اس کمی کو دُور کرنے کے لئے حکومت نے نباتاتی تیلوں سے ایک مصنوعی گھی بنایا ہے، جسے عرفِ عام میں ڈالڈا کہتے ہیں، یہ مصنوعی گھی چونکہ کئی قسم کی کاسٹک اشیاء سے تیار کیا جاتا ہے، لہٰذ یہ اصل گھی کا قطعاً مقابلہ نہیں کرسکتا، بلکہ یہ جسم میں اعصابی سوزش کا سبب بن رہا ہے، ملک میں 90 فیصد اعصابی امراض پیدا ہورہے ہیں (خواص المفردات، حصہ سوم، اعصابی، صفحہ 140، وصفحہ 141، مطبوعہ: یلیین دواخانہ وطبی کتب خانہ، دنیاپور، ضلع لودھراں)

باورچی خانہ ایک مکمل دواخانہ کے مصنفین گھی کے خواص بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

مکھن کو آگ پر پکا کر آٹے کی مدد سے لسی کے اجزاء خارج کرکے گھی بنایا جاتا ہے، جو مدتوں مزید کیمیاوی اثرات سے محفوظ رہ سکتا ہے، ہانڈی، روٹی اور مٹھائیوں کے تیار کرنے میں اس کو استعمال کیا جاتا ہے، یہ جسم کو چکناہٹ فراہم کرکے تیزابی اشیاء کے استعمال سے جسم میں پیدا ہونے والی خشکی اور خارش کا بہترین علاج ہے، تمام کھانے اسی میں پکتے ہیں، اوراس کی مدد سے تیز اشیاء نرم کرکے معتدل بنا کر استعمال کی جاتی ہیں۔ یہ خوردنی طور پر بھی استعمال کیا جاتا ہے، بطور مالش بھی، اس میں تمام غذاؤں کی نسبت حراروں کی تعداد زیادہ ہے، جسم کو حرارتِ غریزی (یعنی طبعی وفطری حرارت)، قوت اور توانائی بخشتا ہے، بدن کو فربہ اور طاقت ور بناتا ہے، مادہ تولید پیدا کرتا ہے، اس میں وٹامن A,B وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں، بہترین مقوی دماغ ہے، ہرقسم کے زہر کا تریاق ہے، اس غرض کے لئے دودھ میں ملاکر پلایا جاتا ہے، دیگر ادویات

کے ساتھ ملا کر مختلف قسم کے حلوے اور مقویات تیار کی جاتی ہیں، جو نہ صرف جسم کو فربہ اور طاقت ور بناتی ہیں، بلکہ قوتِ مدافعت بھی بڑھاتی ہیں۔

اس کے کھانے سے پاخانہ کھل کر آتا ہے، قبض کو دور کرتا ہے، بدن کو موٹا کرتا ہے، سدوں کو کھولتا اور جسم کو طاقت دیتا ہے، سینے اور گلے کی خشونت اور خشکی کو دور کرتا ہے، خشک کھانسی کو مفید ہے، دماغ کو قوت دیتا ہے، گرم اور خشک زہروں کا تریاق ہے، سوداوی اور ریحی امراض کو دور کرتا ہے، سونٹھ، مرچ سیاہ یا مگاں (یعنی فلفل دراز) کے ساتھ کھانے سے سرد بلغمی امراض کو دور کرتا ہے، ضعفِ معدہ کو مفید ہے، دو اڑھائی تولے گھی میں ڈیڑھ تولہ چینی ملا کر چاٹنے سے بند پیشاب کھل جاتا ہے، بچھو اور کن کھجورے کے کاٹے پر گرم گھی لگانے سے صحت ہو جاتی ہے، بدن سے زہر باد کے اثر کو ختم کرتا ہے، اس غرض کے لئے اگر سیاہ زیری شامل کر لی جائے، تو بہت ہی فائدہ ہوتا ہے، رنگت کو نکھارتا ہے، ذہانت اور عقل وفہم کو زیادہ کرتا ہے، قوتِ گویائی اور قوتِ باہ کو بڑھاتا ہے (باورچی خانہ ایک مکمل دواخانہ، صفحہ 51وصفحہ 52)

گائے کے گھی کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

گائے کا گھی ہر گھی سے بہتر ہے، اس میں حیوانی گندھک ہوتی ہے، یہ زہروں کو دور کرتا ہے، دیکھنے اور سننے کی قوت کو قوی اور انہیں صحیح اور درست رکھتا ہے، جسم کو مضبوط اور قوی کرتا ہے، اور دل میں فرحت پیدا کرتا ہے، گائے کے گھی میں دودھ ملا کر پلانے سے افیون کا زہر اتر جاتا ہے، گرم گھی پلانے سے ہچکی بند ہو جاتی ہے (باورچی خانہ ایک مکمل دواخانہ، صفحہ 53، مصنفین: اساتذہ القادر طبیہ کالج، سرگودھا، اشاعتِ سوم 2011ء) [1]

[1] احادیث میں بھی گائے کے گھی کو دواء اور گائے کے دودھ کو شفاء قرار دیا گیا ہے، معلوم ہوا کہ گائے کے گھی کی افادیت مسلّم ہے۔

ادارہ غفران میں قمری مہینوں کی 17، 19، اور 21 تاریخوں میں حجامہ کیا جاتا ہے۔
حجامہ کے لئے تشریف لانے والے حضرات مندرجہ ذیل فون نمبر پر وقت لے کر تشریف لائیں۔
حکیم مفتی محمد ناصر صاحب: 051-5507270 0333-5365830

اخبارِادارہ مفتی محمد ناصر

ادارہ کے شب وروز

□......25/صفراور3/10/اور17ربیع الاول1441ھ،بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے۔

□......27/صفراور5/12/اور19ربیع الاول1441ھ،بروزاتوارمدیرصاحب کی اصلاحی مجالس صبح تقریباً ساڑھے دس بجے منعقد ہوتی رہیں۔

□...... 28/صفر اور13/اور 20ربیع الاول 1441ھ، بروز پیر، بعد ظہر، ادارہ میں حکیم قاری محمد اقبال صاحب نے آنے والے مریضوں کا طبی معائنہ بھی کیا۔

□......17/19/اور21صفر،بروز جمعرات، ہفتہ اور پیرادارہ میں بعض مریضوں کا حجامہ کیا گیا۔

□......25/صفر بروز جمعہ مولانا طارق صاحب (استاذ:ادارہ غفران) کی طرف سے مدیر صاحب اورادارہ کے اساتذہ ودیگرحضرات عشائیہ پرمدعو تھے۔

□...... یکم/ربیع الاول بروز بدھ جناب عارف پرویز صاحب کے نئے تعمیر شدہ گھرپرحضرت مدیر صاحب کی معیت میں چنداراکینِ ادارہ عشائیہ پرمدعو تھے۔

□......9/ربیع الاول بروز جمعرات شعبہ حفظ کے طالب علم محمد معاویہ بن قاری جمعہ خان صاحب کے تکمیلِ حفظ کے موقع پر مفتی محمد یونس صاحب نے طلبہ کونصائح فرمائیں،اوراس کے بعد دعاء کرائی،اللہ تعالیٰ موصوف طالبِ علم کوتاحیات اس نعمت کوسنبھالنے کی توفیق عطافرمائے۔آمین۔

□......18/ربیع الاول بروز ہفتہ ادارہ کے قدیم طالبِ علم جناب مولانا بلال قریشی صاحب کی دعوتِ ولیمہ میں حضرت مدیرصاحب کے ساتھ اساتذہ ادارہ عشائیہ پرمدعو تھے۔

اسلامی ناموں کی فہرست

اسلامی ناموں اورکنیت،لقب اورنسبت ونسب سے متعلق شرعی وفقہی احکام

اوربچوں وبچیوں کے معتبراسلامی ناموں کی فہرست

ناموں کااصل تلفظ اوران ناموں کے معانی اورنسبت

مصنِّف:مفتی محمد رضوان

اخبارِ عالم

مولانا غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم و مفید حالات و واقعات، حادثات و تغیرات

21 / اکتوبر / 2019ء / 21 / صفر المظفر / 1441ھ: پاکستان: ایل او سی پر فائرنگ، پاک فوج کا جوان، 5 شہری شہید، جوابی کاروائی میں 9 بھارتی فوجی بھی ہلاک، 2 انڈین بنکرز تباہ، بھارتی فوج نے لاشیں اٹھانے کے لیے سفید جھنڈے لہرا دیے 22 / اکتوبر: پاکستان: بیرون ممالک جامعات میں پاکستان چیئرز پر 5 سکالرز کی تعیناتی، آٹھ سال بعد حکومتِ پاکستان نے ملکی تشخص اجاگر کرنے کے لیے بیرون ممالک کی جامعات میں 14 میں سے 5 نامور سکالرز کی تعیناتیاں کر دیں 23 / اکتوبر: پاکستان: وفاقی کابینہ، 8 نئے قوانین کے آرڈیننسوں، کرتار پور راہداری معاہدے کی منظوری ☎ پنجاب کابینہ، ای سٹیمپ رولز 2016 میں ترمیم، بادشاہی مسجد کی تزئین نو کا فیصلہ ☎ کینیڈا: کینیڈین وزیرِ اعظم جسٹن ٹروڈو پارلیمانی انتخابات میں کامیاب 24 / اکتوبر: پاکستان: سابق وزیرِ اعظم میاں نواز شریف کی طبیعت مزید خراب، پلیٹ لیٹس میں تشویشناک کمی، حکومت کا باہر علاج کی خاطر باہر بھیجنے کا عندیہ 25 / اکتوبر: پاکستان: سانحہ ساہیوال کیس، عدالت نے گواہوں کے منحرف ہونے پر تمام ملزمان کو بری کر دیا، حکومت کا اپیل دائر کرنے کا فیصلہ 26 / اکتوبر: پاکستان: شوگر ملز کیس، نواز شریف کی طبی بنیادوں پر ضمانت منظور 27 / اکتوبر: پاکستان: مقبوضہ کشمیر، بھارتی محاصرے کا 83 واں روز، معیشت تباہ، حملے میں 6 بھارتی اہلکار 28 / اکتوبر: پاکستان: جے یو آئی ف کا آزادی مارچ کراچی سے شروع، حکومت جے یو آئی میں معاہدہ، پشاور موڑ پر جلسہ کرنے پر اتفاق ☎ کشمیر پر بھارتی قبضے کے 72 سال، دنیا بھر میں یومِ سیاہ، ریلیاں، ملک بھر میں کاروباری مراکز بند، سرینگر، جاپان، فرانس، جرمنی، بنگلہ دیش، سپین، آسٹریا میں بھارتی سفارتخانوں کے باہر احتجاج 29 / اکتوبر: پاکستان: مالی سال 19-2018ء معاشی شرح نمو آدھی، مہنگائی بے قابو، زرعی و صنعتی شعبہ جمود کا شکار رہا، قرضے اور واجبات 40 ہزار 300 ارب روپے تک پہنچ گئے، سٹیٹ بینک 30 / اکتوبر: پاکستان: العزیزیہ ریفرنس، نواز شریف کی سزا 8 ہفتوں کے لیے معطل، اسلام آباد ہائیکورٹ نے طبی بنیادوں پر مشروط ضمانت منظور کر لی، ضمانت میں توسیع کے لیے پنجاب حکومت سے رابطہ کرنے کی ہدایت 31 / اکتوبر: پاکستان: شناختی کارڈ شرط 3 ماہ کے لیے موخر، تاجروں کی ہڑتال ختم، 11 نکاتی معاہدہ طے

✍ یکم/نومبر: پاکستان: رحیم یار خان، تیز گام ایکسپریس میں ہولناک آتشزدگی، 72 مسافر جاں بحق، 60 زخمی، لوگ چلتی ٹرین سے چھلانگیں لگاتے رہے، 53 لاشیں ناقابل شناخت، تحقیقات شروع، نامعلوم افراد کے خلاف مقدمہ درج، ہلاکتیں مزید بڑھنے کا خدشہ، ملک بھر میں سوگ ☎ پیٹرول 1 روپے، ہائی سپیڈ ڈیزل 27 پیسے لٹر مہنگا ✍ 2/نومبر: پاکستان: کرتارپور راہدری، وزیر اعظم کا سکھ یاتریوں کے لیے پاسپورٹ اور فیس کی شرط ختم کرنے کا اعلان ✍ 3/نومبر: پاکستان: ایکسل لوڈ پالیسی معطل، گھی کی فی کلو قیمت میں 10 روپے کمی کا اعلان ✍ 4/نومبر: پاکستان: پنجاب حکومت، پٹواری کو ویلیج آفیسر، اور 14واں سکیل، حاضر سروس پٹواریوں کو 11واں سکیل، دینے کی تجویز پر غور، بھرتی پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ ہوگی ✍ 5/نومبر: پاکستان: چودھری شوگر ملز کیس، مریم نواز کی ضمانت منظور، پاسپورٹ اور 7 کروڑ روپے زر ضمانت جمع کروانے کا حکم ✍ 6/نومبر: پاکستان: پاک بحریہ کا زمین سے بحری جہاز کو نشانہ بنانے والے میزائل کا کامیاب تجربہ ☎ پنجاب کابینہ، بلدیات ایکٹ 2019 میں ترامیم کی منظوری ✍ 7/نومبر: پاکستان: لاہور، صوبائی وزیر صنعت وتجارت میاں اسلم اقبال کی زیر صدارت اجلاس، چینی کی قیمت 70، 20 کلو آٹے کی 808 روپے مقرر، اشیاء ضروریہ سرکاری نرخوں پر نہ ملنے کا ذمہ دار متعلقہ ڈی سی ہوگا ✍ 8/نومبر: پاکستان: قومی اسمبلی، ایک گھنٹے میں 9 صدارتی آرڈیننسوں سمیت 11 بل منظور، زرداری، خورشید شاہ اور سعد رفیق کے پروڈکشن آرڈر جاری ✍ 9/نومبر: پاکستان: IMF ریونیو اہداف پر نظر ثانی کے لیے آمادہ نہ ہوا، دوسری قسط کے لیے معاہدہ طے پا گیا ☎ وزیر اعظم کا یوٹیلیٹی سٹورز کو 6 ارب روپے جاری کرنے کا فیصلہ ✍ 10/نومبر: بھارت: بابری مسجد کیس فیصلہ، شہادت غیر قانونی قرار، مگر اب وہاں مندر ہی بنے گا، حکومت متنازعہ زمین ہندوؤں کے حوالے کر دے، مسلمانوں کو 15 ایکڑ متبادل زمین دی جائے، بھارتی سپریم کورٹ کا انوکھا فیصلہ ☎ کرتارپور راہدری کھول دی گئی، وزیر اعظم کا تقریب سے خطاب ☎ پنجاب میں نیا بلدیاتی قانون نافذ، حتمی گزٹ نوٹیفکیشن جاری ✍ 11/نومبر: پاکستان: 12 ربیع الاول، تعطیلات اخبار ✍ 12/نومبر: پاکستان: سفارتی عملے کی ہراسانی، پاکستانی اعلیٰ وفد کا دورہ کابل ✍ 13/نومبر: مقبوضہ کشمیر: محاصرے کے 100 روز مکمل، مزید 2 نہتے نوجوان شہید ☎ قیمتیں کنٹرول نہ ہوسکیں، ٹماٹر 300، آلو پیاز 100 روپے کلو فروخت ہوتے رہے ✍ 14/نومبر: پاکستان: جے یو آئی ف، دھرنا ختم کرنے کا اعلان، ملک بھر کے داخلی راستوں، ہائی ویز پر دھرنا دینے اور بند کرنے

کا اعلان ✍ 15/نومبر: پاکستان: تھر، طوفانی بارشیں، آسمانی بجلی گرنے سے خواتین اور بچوں سمیت 25ہلاک، 10زخمی ✍ 16/نومبر: پاکستان: قومی اسمبلی مفاہمت، حکومت نے 9آرڈیننس، اپوزیشن نے ڈپٹی سپیکر کے خلاف تحریک عدمِ اعتماد واپس لے لی ✍ 17/نومبر: پاکستان: بیرون ملک علاج، واپسی کا حلف نامہ دینے پر نواز شریف کو باہر جانے کی اجازت ✍ 18/نومبر: پاکستان: اتوار بازاروں میں ٹماٹر نایاب، قیمت 300روپے کلو، دیگر سبزیاں بھی مہنگی ✍ 19/نومبر: پاکستان: سپریم کورٹ نے حکومت کو پاکستان سٹیل ملز کی زمین فروخت کرنے سے روک دیا ☎ پاکستان کا زمین سے زمین تک مار کرنے والے بیلسٹک میزائل شاہین ون کا کامیاب تجربہ ✍ 20/نومبر: پاکستان: نواز شریف علاج کے لیے لندن پہنچ گئے، وفاقی کابینہ کا روانگی سپریم کورٹ میں چیلنج نہ کرنے کا فیصلہ ☎ وفاقی کابینہ: معمولی جرائم میں 65سال سے زائد اور کم عمر قیدیوں کے لیے عام معافی، قابل تجدید توانائی پالیسی اور نیشنل ٹیرف پالیسی کی بھی منظوری، نوکریوں میں سہولت کے لیے جاب پورٹل قائم کیا جائے گا۔

پروپرائیٹر: پرویز اعوان

Awami Poultry

Hole sale center

عوامی پولٹری ہول سیل سینٹر

ہمارے ہاں مرغی کا مکمل سپئیر پارٹس دستیاب ہے، مثلاً گردن، پوٹا کلیجی، وینگ، لیگ پیس اور بون لیس وغیرہ دستیاب ہیں

تھوک و پرچون ہول سیل ڈیلر

نیز شادی بیاہ میں مال منڈی ریٹ پر دستیاب ہے

مین روڈ، رتہ امرال، راولپنڈی 0336-5478516 0321-5055398

لذیذہ مرغ پلاؤ®

Laziza Murgh Pulao®

Murgh Pulao
Pulao Kabab

برانچ:
چوک آفندی کالونی، صادق آباد، راولپنڈی
051-8489611
0300-9877045

Website for Order:
www.lazizamurghpulao.com
Contact All Branches:
51-8489511 , 0310-4043333

برانچ: النور پلازہ، نزد شیل پٹرول پمپ، مین اڈیالہ روڈ، راولپنڈی
051-8772884 0334-8082229

برانچ: سلمان شہید روڈ، آفندی کالونی، چوک صادق آباد، راولپنڈی

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ:تم جس چیز سے(بیماریوں کی)دواءوعلاج کرتے ہو،اُس میں افضل چیز حجامہ ہے،یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے(ترمذی، بخاری، مسلم)

سنت بھی علاج بھی

الحجامہ کلینک

ان بیماریوں کا بہترین علاج

پچھنے لگوانے میں روحانی وجسمانی دونوں بیماریوں کی شفا ہے

جسم کا درد | ڈپریشن | ہائی بلڈ پریشر | عرق النساء | بواسیر

موٹاپا | گھنٹیا | یرقان | دردِ شقیقہ | بانجھ پن

ہارمونز کا مسئلہ | یورک ایسڈ | معدہ | شوگر | جوڑوں کا درد

جسم کا سُن ہوجانا | کولیسٹرول | اس کے علاوہ 72 بیماریوں کا علاج

علاج برائے خواتین

مسز عمران رشید (Cupping Therapist)

Diploma Holded of Cupping Therapy(Hijamah)

Executive Member : Hijamh Aps Fourm

مکان نمبر NE-786، ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر 4، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔

فون نمبر: 0321-5349001-0331-5534900

علاج برائے مرد حضرات

شہر یار صاحب

فیز 8، بحریہ ٹاؤن، راولپنڈی فون 0313-9524191

زیرِ انتظام

عمران رشید، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی ۔فون 0333-5187568

Shaikh Ahsan
0314-5165152

Shaikh M. Usman
0321-5593837

Classic Electronics

Deals in :Computer Networking, Cable & Accessories

TP-LINK
The Reliable Choice
Authorized Dealer in Pakistan

CISCO
UBIQUITI NETWORKS
D-Link Building Networks for People
Baynet Advance Network Products
MikroTik
netis
Tenda
BAYLAN
TOTO LINK The Smartest Network Device

Shop # 3,G/F, TM Plaza
D.A.V. College Road,Rawalpindi
Tell: 051-5775571-2. Cell: 0314-5165152

مدیر: باباجی عبدالشکور

راولپنڈی کا سب سے بڑا اور پرانا کتب خانہ

کتب خانہ رشیدیہ

ہمارے ہاں ہر قسم کی دینی کتب

قرآن پاک تفاسیر

احادیث فقہ

تاریخ اصلاحی کتب

درسی کتب اور شروحات

اور بیروت کی کتب

دستیاب ہیں

کتب خانہ اپنی پرانی جگہ (دارالعلوم تعلیم القرآن، مدینہ مارکیٹ) منتقل ہوگیا ہے

راجہ بازار مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

فون: 051-5771798 0321-5879002

0321-5247791